عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

شمارہ: ۳۴	۸ تا ۱۴ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ مطابق ۸ تا ۱۵ ستمبر ۲۰۱۹ء	جلد: ۳۸

حضرت مولانا [illegible] کی رحلت

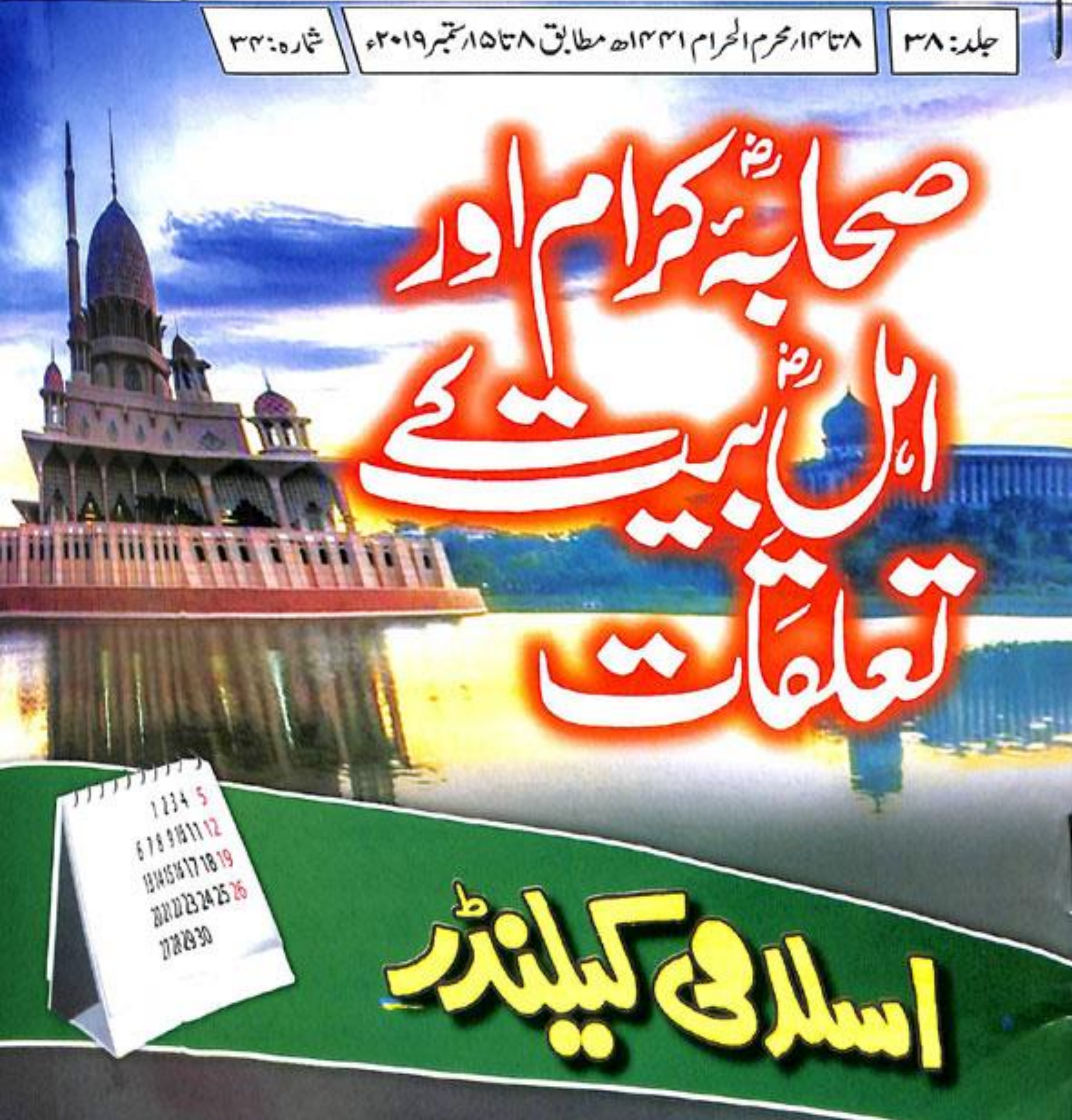

صحابہ کرامؓ اور اہل بیتؓ کے تعلقات

اسلامی کیلنڈر

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

مقدس اوراق

س:...... مقدس اوراق جو بکھرے پڑے ہوتے ہیں، ان کو کس طرح محفوظ کرنا چاہئے کہ بے ادبی ہونے سے بھی محفوظ ہوں، کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے؟

ج:...... مقدس اوراق اگر استعمال کرنے کے قابل نہ رہیں تو ان کو تلف کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ان کو کسی پاک صاف کپڑے میں لپیٹ کر کسی ایسی جگہ دفن کردیا جائے جہاں لوگوں کی گزرگاہ نہ ہو۔ اگر یہ طریقہ ممکن نہ ہو تو دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ان کو کسی وزنی چیز کے ساتھ باندھ کر سمندر کے درمیان لے جا کر ڈال دیا جائے تاکہ یہ پانی کی تہہ میں ڈوب جائیں، یہ خیال رکھا جائے کہ گہرے پانی میں کنارے سے دور ڈالا جائے کہیں ایسا نہ ہو کنارے سے قریب ڈالنے پر سمندر کی لہروں سے واپس آکر مزید بے ادبی کا باعث ہوں۔

کٹے ہوئے بالوں اور ناخنوں کا حکم

س:...... کیا داڑھی کے بالوں کو بیت الخلاء میں نہیں پھینکنا چاہئے؟ اس بارے میں راہنمائی فرمائیں کہ مناسب طریقہ کیا ہے؟

ج:...... کٹے ہوئے بال اور ناخن کے متعلق ادب تو یہ ہے کہ ان کو جمع کر کے کسی جگہ دفن کردیا جائے، اگر دفن کرنا ممکن نہ ہو تو کسی ایسی جگہ جو محفوظ ہو نجاست وغیرہ سے، وہاں ڈال دے، مگر نجس اور گندی جگہ ڈالنے سے اجتناب کرنا چاہئے، اس سے بیمار ہونے کا اندیشہ ہے۔

نفلی عبادت سے ایصال ثواب

س:...... کیا کسی بھی نفلی عبادت کے ذریعے سے ایصال ثواب کیا جاسکتا ہے؟

ج:...... جی ہاں! کسی بھی نفلی عبادت کے ذریعے ایصالِ ثواب کرسکتے ہیں، مثلاً: نفل نماز، نفل روزہ، تلاوت قرآن، ذکر اذکار، تسبیحات، استغفار، صدقہ وخیرات، نفلی حج وعمرہ، نفلی قربانی وغیرہ میت کے لئے ان سب امور کے ذریعے ایصالِ ثواب کیا جاسکتا ہے۔ البتہ دن متعین کرنا اور پھر اس کو ضروری سمجھنا اور ثواب کا ذریعہ سمجھنا بدعت ہونے کی وجہ سے منع ہے، اس سے احتراز کرنا لازم ہے۔ مثلاً تیجہ، چالیسواں، ساتوں، دسواں وغیرہ۔

غیر مسلم کے ساتھ کھانا پینا

س:...... دبئی میں ہم ایک کمرہ میں چند افراد اکٹھے رہتے ہیں۔ ان میں غیر مسلم بھی ہیں مثلاً ہندو، سکھ وغیرہ اور ایک ساتھ ایک برتن میں کھانا بھی کھاتے ہیں۔ شرعی اعتبار سے کیا یہ جائز ہے؟ کیا ہمیں اپنے برتن الگ کرنے چاہئیں؟

ج:...... اگر غیر مسلم کسی برتن میں کھانا کھائے تو اس سے وہ برتن ناپاک نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ کھانا ناپاک ہوتا ہے۔ ان کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے۔ البتہ غیر مسلموں کے ساتھ ضرورت سے زائد میل جول رکھنے اور دلی محبت سے احتراز کیا جائے۔ ضرورت کی حد تک جائز ہے۔

فیشن کے طور پر ابرو باریک کرنا

س:...... اگر عورت کے ابرو ضرورت سے زیادہ گھنے ہوجائیں اور چہرہ بدصورت معلوم ہو تو کیا وہ اپنے شوہر کی خاطر ابرو درست کرواسکتی ہے؟

ج:...... ابرو کو مکمل صاف کرنا یا زینت کے لئے باریک کرنا درست نہیں، اگر واقعی ابرو کے بال اتنے بڑھ جائیں کہ چہرہ بدنما ہوجائے تو اس صورت میں اس حد تک درست کرنا کہ ان کی اصلاح ہوجائے جائز ہے۔ بالکل باریک کرنا فیشن کے طور پر جائز نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۸ — ۸تا۱۴ر محرم الحرام ۱۴۴۱ھ مطابق ۸تا۱۵ر ستمبر ۲۰۱۹ء — شمارہ:۳۴

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلویؒ کی رحلت	۵	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
صحابہ کرامؓ اور اہل بیتؓ کے تعلقات	۸	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
تربیت اولاد میں والدین کا کردار	۱۱	مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی
حضرت مولانا غلام فرید قیصرانی کا وصال	۱۴	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
موجودہ حکومت کی قادیانیت نوازی	۱۶	مولانا توصیف احمد
قادیانی مسئلہ اور ٹرمپ	۲۰	مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
مولانا شجاع آبادی کے تبلیغی اسفار	۲۲	ادارہ
خبروں پر ایک نظر	۲۵	" "
اسلامی کیلنڈر	۲۷	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

احادیث قدسیہ

سحبان الہند حضرت مولانا
احمد سعید دہلویؒ

شفاعت

حدیث قدسی ۹: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے جس میں یہ الفاظ ہیں کہ قیامت کے دن لوگ ایک دوسرے میں گھس رہے ہوں گے یعنی کثرت کی وجہ سے رلے ملے ہوں گے پھر حضرت آدم علیہ السلام کے پاس شفاعت کی غرض سے جائیں گے اور یکے بعد دیگرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی شفاعت کی ذمہ داری سے انکار کریں گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشورہ دیں گے پھر لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے، آپ فرمائیں گے: میں اس کے لئے تیار ہوں، پس میں اپنے پروردگار کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے اجازت چاہوں گا، مجھ کو اجازت دی جائے گی اور مجھ کو اس وقت حمد وثنا الہام کی جائے گی کہ میں ان کلمات کے ساتھ حمد کروں اس وقت مجھ کو وہ کلمات یاد نہیں۔ پس میں ان کلمات کے ساتھ حمد بیان کروں گا اور سجدے میں گروں گا، پس کہا جائے گا: اے محمد! تم اپنا سر اٹھاؤ اور کہو سنا جائے گا، مانگو دیا جائے گا، شفاعت کرو شفاعت قبول ہوگی، پس میں کہوں گا: اے رب! میری امت میری امت یعنی میری امت کو بخش دے، پس کہا جائے گا: جاؤ! جس کے دل میں ایک جو کے برابر ایمان ہو اس کو نکال لو، سو میں جاؤں گا اور ایسا ہی کروں گا، میں پھر دوبارہ واپس حاضر ہوں گا اور ان ہی الفاظ کے ساتھ اس کی حمد وثنا بیان کروں گا اور سجدے میں گروں گا، پس مجھ سے کہا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سنی جائے گی، جو مانگو گے دیا جائے گا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں کہوں گا: اے رب! میری امت کو بخش دے، پس مجھ کو کہا جائے گا جاؤ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اس کو نکال لو، چنانچہ میں جاؤں گا اور ان لوگوں کو نکال لوں گا۔ اس کے بعد پھر حاضر ہوں گا اور ان ہی الفاظ کے ساتھ خدا کی حمد وثنا بیان کروں گا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدے میں گروں گا، پس کہا جائے گا: اے محمد! سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری سنی جائے گی جو مانگو گے دیا جائے گا اور شفاعت کرو شفاعت قبول کی جائے گی، میں کہوں گا: اے رب! میری امت، میری امت پس کہا جائے گا: جاؤ! جس کے دل میں رائی کے چھوٹے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اس کو نکال لو پس میں ان لوگوں کو نکال لوں گا، اس کے بعد چوتھی مرتبہ پھر واپس آؤں گا اور ان ہی الفاظ کے ساتھ خدا کی حمد وثنا بیان کروں گا۔ اللہ تعالیٰ کے لئے سجدے میں گروں گا، پس حکم ہوگا اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور فرماؤ جو کہو گے وہ سنا جائے گا اور طلب کرو جو مانگو گے دیا جائے گا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی، میں عرض کروں گا، صرف: "لا الٰہ الا اللّٰہ" کہنے والوں کو آگ سے نکال لینے کی اجازت دے دیجئے۔ ارشاد ہوگا: یہ تمہارا حق نہیں ہے، لیکن میں اپنی عزت اور جلال وبلندی وعظمت کی قسم کھاتا ہوں کہ جس نے لا الٰہ الا اللّٰہ پڑھا ہے اس کو آگ سے نکال لوں گا۔

نماز

عملی شریعت کا پہلا اور بنیادی رکن

حضرت مولانا
مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

سجدۂ سہو

س:...... سجدۂ سہو کرنے کا طریقہ شریعت نے کیا بتلایا ہے؟

ج:...... سجدۂ سہو کا طریقہ احنافؒ کے نزدیک یہ ہے کہ نماز کی تمام رکعتیں مکمل کرنے کے بعد آخری قعدے میں جو کہ فرض ہے بیٹھ کر پوری التحیات پڑھی جائے، اس کے بعد سیدھی طرف گردن پھیرتے ہوئے "السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ" کہے، پھر گردن سیدھے کرکے "اللّٰہ اکبر" کہتے ہوئے سجدے میں چلا جائے کم ازکم تین مرتبہ "سبحان ربی الاعلیٰ" پڑھنے کے بعد "اللّٰہ اکبر" کہتے ہوئے دوسرے سجدے میں جائے اور سجدے میں کم ازکم تین مرتبہ "سبحان ربی الاعلیٰ" پڑھے، پھر "اللّٰہ اکبر" کہتے ہوئے قعدے میں بیٹھ جائے دوبارہ سے پوری التحیات اس کے بعد درود شریف پھر دعا پڑھے اور پھر سیدھی طرف اور پھر الٹی طرف جس طرح نماز کا سلام پھیرتے ہیں "السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ" کہتے ہوئے نماز مکمل کرے۔ (واضح رہے کہ سجدۂ سہو کر لینے کے بعد دوبارہ التحیات پڑھنا ضروری ہے جیسا کہ جواب میں ذکر کیا گیا ہے۔ نیز باجماعت نماز پڑھنے کی صورت میں جس کی رکعتیں رہ گئی ہیں، وہ سلام کے الفاظ بھی نہ پڑھے اور نہ ہی گردن گھمائے)۔

سجدۂ تلاوت

س:...... سجدۂ تلاوت کسے کہتے ہیں؟

ج:...... قرآن مقدس میں بعض مقامات ایسے ہیں، اگر ان مقامات کی تلاوت کی جائے یا براہِ راست کسی سے اس کی تلاوت سنی جائے یا نماز کے دوران تلاوت کرتے ہوئے وہ مقامات پڑھے جائیں تو ان مقامات کے پڑھنے اور سننے کے بعد شریعت نے سجدہ کرنے کا حکم دیا ہے جو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عملی طور پر بھی ثابت ہے، اس سجدے کو اصطلاح میں سجدۂ تلاوت کہتے ہیں۔ (جاری ہے)

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

۱۲؍اگست ۲۰۱۹ء عیدالاضحیٰ کے روز مولانا محمد طلحہ کاندھلوی وصال فرماگئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون!

شیخ الحدیث، برکۃ العصر، ریحانۃ الہند حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اکلوتے فرزند اور جانشین حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی اندوہناک خبر نے ایک بار پھر ہلا کر رکھ دیا ہے۔مولانا محمد طلحہ کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ تبلیغی جماعت کے بانی حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے تھے۔آپ نے نظام الدین دہلی مرکز تبلیغ میں اپنی تعلیم کا آغاز کیا۔دورہ حدیث شریف بھی نظام الدین دہلی سے کیا۔عمر بھر وعظ ونصیحت، تبلیغ وتعلیم سے شغل رہا۔آپ کا وجود مسعود اس دور میں بہت غنیمت تھا۔آپ دوہری نسبتوں کے حامل تھے۔نجیب الطرفین تھے۔حق تعالیٰ نے انہیں اس دنیا میں صرف فکر آخرت اور جنت کمانے کے لئے بھیجا تھا۔انہوں نے اس دنیا میں رہ کر مال ومنال سے اپنے کو ملوث نہیں ہونے دیا۔

جمعیۃ علماء ہند کے تحت حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سیمینار دسمبر ۲۰۱۳ء میں منعقد ہوا۔اس کے دو اجلاس تھے۔ایک دارالعلوم دیوبند میں اور دوسرا الیلا رام گراونڈ دہلی میں۔اس میں پاکستان سے ایک بھرپور وفد قائد جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی قیادت میں شریک ہوا۔اس سفر میں سہارن پور میں حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں دیوبند جاتے ہوئے رکنا ہوا۔آپ کے ہاں وفد کے اعزاز میں عشائیہ کا اہتمام تھا۔اس موقع پر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کو دیکھا۔جہاں مولانا محمد طلحہ کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے نچلی منزل کی بالکونی کے زیر سایہ صحن میں ڈیرہ لگا رکھا تھا، وہیں چارپائی، وہیں بستر، وہیں کتابیں، وہیں مصلی، وہیں رہن سہن، وہیں آرام، وہیں مہمان داری، وہیں مجلس ذکر، وہیں خانقاہی نظام۔نہ آنے والے کا فکر، نہ جانے والے کا غم۔بہار ہو کہ خزاں مولانا محمد طلحہ کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ یہاں براجمان اور ہر حال میں فرحان وشاداں تھے۔وہ اپنے گھر میں بھی گویا غریب الوطن تھے۔سب سے حیران کن یہ کہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے بعد مولانا محمد طلحہ رحمۃ اللہ علیہ نے شاید ایک اینٹ کی بھی اس مکان میں تبدیلی نہیں کی تھی۔خداوند کریم! یہ کیسے بندے تھے کہ جنہیں اس دنیا کی خوش نمائی اپنی طرف قطعاً متوجہ نہ کرسکی۔متعدد دوست آتے، ہدیہ کرتے، جو جیب میں آیا، اگلے مرحلہ پر جو ضرورت مند آیا جیب خالی کرکے اس کے سپرد کردی۔نہ رقم آتے گنا، نہ جاتے شمار کیا۔ایک آدمی نے بھاری رقم جیب میں ڈالی، وہ گئے بھی نہ ہوں گے کہ ایک صاحب مسجد کے سنگ بنیاد کے لئے حاضر ہوئے۔جیب میں ہاتھ ڈالا جتنی رقم تھی وہ نکالی اور مسجد کی تعمیر کے لئے اس کے سپرد کردی۔دن بھر، بلکہ عمر بھر یہ سلسلہ جاری رہا۔کروڑوں آئے اور کروڑوں گئے، لیکن ان کی گرد بھی آپ کے دامن کو چھو نہ سکی۔

فقیر راقم کی آپ سے متعدد ملاقاتیں، زیارتیں ہیں۔شناسائی ونیازمندی کا ایسا تعلق تھا کہ اب ان واقعات کو دہراتے ہوئے شرم بھی آتی ہے اور شماتت

اعداء سے بھی مفر نہیں۔ برطانیہ، انڈیا، سعودیہ، پاکستان میں آپ سے ملاقاتیں ہوئیں۔ آپ کی دنیا سے بے رغبتی اور کلمۂ حق بلا خوف لومۃ لائم کہنے میں آپ کو اتنا جرأت مند پایا کہ اکابر کی یاد تازہ کردی۔ ان دو صفات کی آپ نے مثال قائم کردی۔ پاکستان میں حضرت مولانا عزیز الرحمن ہزاروی کے جامعہ کے جلسہ میں تشریف لائے۔ پاکستان کے ایک خطیب صاحب نے عرض کیا کہ حضرت! سہارن پور حاضری کے لئے دل کرتا ہے۔ فی البدیہہ فرمایا کہ پاکستان میں جو کر رہے ہو ہمیں اس سے معاف رکھا جائے۔ وہ تکتے رہ گئے اور سامعین آپ کی بصیرت پر وجد کناں ہوگئے۔ بلا مبالغہ آپ نے جامعہ مظاہر العلوم سہارن پور کی سرپرستی، تعمیر نو، تعلیمی ترقی، خانقاہ زکریا کی آبیاری، اپنے والد گرامی کے حلقہ کی خدمت گزاری میں کمال کردکھایا۔

ایک بار حرم مدینہ مسجد نبوی میں ایک دوست نے بتایا کہ حضرت طلحہ کاندھلوی ؒ وہ سامنے تشریف فرما ہیں۔ فقیر ملاقات کے لئے لپکا۔ آپ کے پاس برطانیہ کے رفقاء موجود تھے۔ ان میں سے کوئی صاحب فقیر کے بھی جاننے والے تھے، انہوں نے تعارف کرایا۔ آپ نے ہاتھوں میں ہاتھ لئے متعدد سوالات کر ڈالے۔ فقیر نے جواباً مختصراً کچھ عرض کیا۔ اسی حالت میں فرمایا: بیعت کا تعلق کن سے ہے؟ عرض کیا: حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب سے۔ فوراً گل شگفتہ کی طرح مہک اٹھے۔ فرمایا: ''اچھا رائے پوری طریقہ سے منسلک ہو۔ آپ کے پیر صاحب سے یہ منزل میں نے لکھوائی تھی۔ یہ چہل حدیث بھی ان کی کتابت شدہ ہے۔ یہ پڑھا کرو۔'' دونوں کے نسخے عنایت فرمائے۔ لیجئے! مسجد نبوی میں درود شریف کا مجموعہ حضرت شیخ الحدیث ؒ کے گھرانہ کے ہاتھوں سے مل گیا۔ اللہ رب العزت نہ بھلائے تو پورے قیام مدینہ کے دوران وہ زیر تلاوت رہا۔ میرے ایسے کتنے ہی دامن لوگوں کو یومیہ رحمت عالم ﷺ کی ذات اقدس سے محبت کے راستے پر دوڑا دیتے ہوں گے۔ قافلہ در قافلہ اس معمول کو وہ جاری رکھے ہوئے تھے۔ ختم نبوت کے کام کی رپورٹ پوچھی تو بشاشت قلبی کے آثار چہرہ انور پر نمایاں نظر آنے لگے۔

حضرت مدنی ؒ، حضرت رائے پوری ؒ، حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی ؒ اور حضرت شیخ الحدیث ؒ ان عناصر اربعہ کی روایات کو اگر کسی نے زندہ رکھا ہے تو وہ مولانا محمد طلحہ کاندھلوی ؒ تھے۔ وہ اس دھرتی پر یقیناً ان لوگوں میں سے تھے جن کی دعاؤں سے امت کی بلائیں ٹلا کرتی تھیں۔

ایک بار آپ پاکستان تشریف لائے، فقیر نے لاہور حضرت مولانا انیس احمد مظاہری سے عرض کیا کہ چناب نگر مدرسہ عربیہ ختم نبوت میں مشکوٰۃ شریف کا حضرت طلحہ کاندھلوی ؒ ختم کرادیں تو نسبت قائم ہوجائے گی۔ یہ تجویز ان کو ایسی پسند آئی کہ انہوں نے اپنے والد قبلہ حضرت حافظ صغیر احمد سے عرض کیا۔ انہوں نے مولانا عزیز الرحمن ہزاروی صاحب کو فرمایا۔ مل جل کر ان حضرات نے طے کرلیا کہ ڈھڈیاں شریف آتے جاتے، مدرسہ ختم نبوت چناب نگر کے لئے حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی ؒ کا وقت آپ کو ملے گا۔ آپ چناب نگر مسلم کالونی مدرسہ عربیہ ختم نبوت تشریف لائے تو سیدھے ختم نبوت مسجد میں گئے۔ ختم مشکوٰۃ ہوا۔ آپ نے دعا فرمائی۔ یوں وہی کلاس اگلے تعلیمی سال مدرسہ میں دورہ حدیث شریف کی پہلی جماعت ثابت ہوئی۔ حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی ؒ بہت بڑے آدمی تھے۔ ان کی وفات سے ہماری محرومی میں اضافہ ہوا۔ وہ تو یقیناً اس ماحول سے بہتر ماحول میں چلے گئے۔ دعا ہے حق تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائیں اور ان کی برکات سے حق تعالیٰ شانہ امت کو محروم نہ رکھیں۔ امین بحرمۃ النبی الکریم!

حضرت مولانا محمد یوسف بہاول پوری رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت

حضرت مولانا محمد یوسف ؒ ۸؍ اگست ۲۰۱۹ کو وصال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

آپ نے ابتدائی تعلیم دارالعلوم کبیر والا میں حاصل کی۔ دورہ حدیث شریف جامعہ خیر المدارس ملتان سے کیا۔ فراغت کے بعد کچھ عرصہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ بھی رہے اور مرکز ملتان کے تحت خدمات سرانجام دیں۔

آپ بہت اچھے خطیب تھے۔ تیاری سے گفتگو کرتے تو سامعین متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے۔ مولانا مرحوم کی خوبی تھی کہ وہ حالات حاضرہ و واقعات نادرہ پر

جاندار اور بہادرانہ گفتگو کرتے تھے۔ بہت حساس طبیعت پائی تھی۔ اپنے مزاج کے خلاف کوئی بات سننا تک گوارہ نہ کرتے۔ لیکن جتنی جلدی جلال میں آتے اتنی جلدی جمال اختیار کر لیتے۔ جب آپ مجلس میں مبلغ تھے تب فقیر ان دنوں فیصل آباد میں مبلغ تھا۔ ان دنوں ٹوبہ بھی فیصل آباد کی تحصیل تھی۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ، جڑانوالہ کئی کئی دنوں کے ایک ساتھ تبلیغی سفر ہوتے۔ بہت ہی اچھے دوست تھے۔ جتنا عرصہ مجلس میں رہے خوب بھرپور تبلیغی کام سے خود کو بہلائے رکھا۔ ان دنوں مجلس کے امیر حضرت مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ تھے۔ انہوں نے مولانا محمد یوسف رحمہ اللہ کے تعارف کے لئے بہت کوشش فرمائی۔ خود بھی مولانا باصلاحیت تھے۔ حضرت جالندھری رحمہ اللہ، فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات رحمہ اللہ اور مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر رحمہ اللہ کی تربیت نے انہیں بہت نمایاں کر دیا۔ طبیعت میں جوار بھاٹا کا سماں قائم ہوا تو مجلس کو چھوڑ کر بہاول پور غلہ منڈی کی مسجد حاجی اشرف کی امامت وخطابت پر براجمان ہوگئے۔ ان دنوں مولانا عبدالشکور دین پوری رحمہ اللہ اسلامی مشن بہاول پور کے اہتمام پر فائز تھے۔ ان کی جماعت تحفظ حقوق اہل سنت کو بھی مولانا محمد یوسف رحمہ اللہ نے اپنے ورود سے سرفراز کیا۔ ان دنوں خوب تبلیغی ماحول تھا۔ بہاول پور وملتان ڈویژن میں مولانا محمد یوسف رحمہ اللہ ہر اہم جلسہ کی رونق دوبالا کرتے۔ کافی عرصہ بہاول پور کے درو دیوار مولانا کی خطابت سے آشنا رہے۔ مولانا عبدالشکور دین پوری رحمہ اللہ، مولانا غلام مصطفیٰ بہاول پوری رحمہ اللہ اور مولانا محمد یوسف رحمہ اللہ یہ تینوں حضرات بہاول پور کی تکون سمجھے جاتے تھے۔

مولانا محمد یوسف رحمہ اللہ نے دریں اثنا ملتان کا مکان فروخت کر کے بہاول پور میں مکان خرید کر یہاں ہی رہائش اختیار کر لی۔ یہاں پر اولاد کو پڑھانے کا موقع میسر آیا۔ ہمارے حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمہ اللہ کے آپ ہونہار شاگرد تھے۔ اسی نسبت سے ایک صاحبزادہ کو جامعہ باب العلوم کہروڑپکا میں پڑھنے کے لئے بھیج دیا جس نے حضرت لدھیانویؒ کے پاس دورہ حدیث شریف تک تعلیم مکمل کی۔

ادھر مولانا کی طبیعت کے مدوجزر نے بہاول پور سے شہداد پور سندھ کے لئے سیلانی کیفیت پیدا کی۔ دارالعلوم حسینیہ کی نظامت پر براجمان ہوگئے۔ یوں جامعہ کے پلیٹ فارم سے اندرون سندھ آپ نے خطابت کے دیپ جلا کر خوب روشنی پھیلائی۔ مولانا محمد یوسف کی تربیت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے ہوئی تھی مجلس کے تمام خورد وکلاں سے تعلق خاطر تھا۔ بہاول پور ہو یا شہداد پور، جہاں رہے مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعلق خاطر، عقیدہ ختم نبوت کی پاسبانی اور قادیانیت کے تعاقب سے کبھی غافل نہ ہوئے۔ شہداد پور سے بیمار ہو کر بہاول پور آ گئے۔ اب وقت اجل آیا تو رب کریم کے دربار میں حاضر ہوگئے۔

جامعہ دارالعلوم حسینیہ کے مدیر حضرت مولانا قاری محمد سلیم صاحب کی امامت میں ۸/اگست جمعرات کو جنازہ ہوا۔ بہاول پور کے معروف قبرستان ملوک شاہ میں مدفون ہوئے۔ حق تعالیٰ مولانا مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائیں اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں۔ خوب انسان تھے۔ خوب بھرپور زندگی گزاری۔ ان کی وفات نے ایک اچھے ساتھی سے محرومی کا احساس گہرا کر دیا ہے۔ ان کی تصویر اس وقت بھی آنکھوں کے سامنے دل کی اسکرین پر بار بار ابھر رہی ہے۔ خوب قد کاٹھ تھا۔ صحت کے زمانہ میں جسم کا ڈیل ڈول بھی نظروں میں جچتا تھا۔ داڑھی ورلی تھی۔ سر کے بال بھی ارد گرد میں ورلے ورلے اور درمیان میں فارغ البال تھے۔ سر پر عموماً کپڑے کی ابوالکلام ٹوپی استعمال میں لاتے۔ کندھے پر عموماً رومال ہوتا تھا۔ لباس اجلا ضرور ہوتا مگر لباس کے غلام بالکل نہ تھے۔ جو ملا کھالیا، جو میسر آیا پہن لیا۔ تکلفات سے کوسوں دور تھے۔ پیشانی سر کے بالوں کے صاف پن کی وجہ سے اور زیادہ کشادہ ہوگئی تھی۔ قہقہہ مار کر ہنستے تو پورے جسم پر نہیں بلکہ ماحول میں بھی زلزلہ آجاتا۔ آنکھوں پر نظر کا چشمہ ہمہ وقت بہت بھلا لگتا۔ رنگ گندمی تھا۔ سر پر جتنے بال تھے ان کے پٹے رکھے ہوتے۔ بال نرم اور ملائم تھے، اکثر پریشان بال ہونے کے باوجود بہت درویشانہ ومستانہ لگتے تھے۔ چہرہ ورخسار بھرواں تھے۔ نام یوسف تھا۔ قید وبند تو شاید نہیں لیکن تقریر کے مقدمات سے بھی پالا پڑا تھا مگر اس کے باوجود دوستوں کو مکدر نہ کرتے۔ غرض ایک اچھے انسان کی خوبیوں کے ساتھ بھرپور زندگی گزاری اور نیک لوگوں کی صحبت سے سرفراز رہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں قبر وآخرت میں بھی سرفرازی نصیب فرمائیں۔ آمین! وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

صحابہ کرامؓ اور اہل بیتؓ کے تعلقات

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی جانب سے مصطفیٰ اور مجتبیٰ یعنی چنے ہوئے تھے، اللہ تعالیٰ نے نبوت کے لئے آپ کا انتخاب فرمایا تھا، جیسے اللہ نے آپ کو نبوت جیسی عظیم ذمہ داری کے لئے منتخب فرمایا، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت اور صحبت کے لئے بھی انسانیت کے منتخب اور برگزیدہ اشخاص کا انتخاب ہوا، اسی لئے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے صحابہؓ کے بارے میں فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان کو آپ کی صحابیت کے لئے منتخب فرمایا ہے "اختارھم اللہ لصحبۃ نبیہ" اسی طرح اللہ کی جانب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اور پاک بیویاں بھی سرد و گرم کی رفاقت اور امت کے لئے خانگی اور نجی زندگی کا نمونہ پیش کرنے کے لئے اللہ کی جانب سے منتخب تھے، ان ہی اہل بیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادیاں تھیں اور ان صاحب زادیوں میں آپ کی چہیتی اور چھوٹی صاحب زادی حضرت فاطمۃ الزہراءؓ ہیں، جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین جنت کی سردار قرار دیا اور جن کے بارے میں ام المومنین حضرت عائشہؓ کی گواہی ہے کہ آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبت حضرت فاطمہؓ سے تھی، حضرت فاطمہؓ اپنے اٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ مشابہ تھیں اور آپ پر حیاء کا اس قدر غلبہ تھا کہ عہد صحابہؓ میں بھی شاید ہی اس کی کوئی مثال مل سکے۔

حضرت فاطمہؓ کے شوہر چوتھے خلیفہ راشد سیدنا حضرت علیؓ تھے، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبی اعتبار سے قریب ترین تعلق رکھنے کے علاوہ اسلام میں سبقت سے مشرف تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں ان کے مقام و مرتبہ کا حال یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جس کا دوست ہوں علی اس کے دوست ہیں، گویا حضرت علیؓ سے تعلق اور محبت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی محبت کا معیار بنایا، اہل سنت و الجماعت کے معتبر علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے عہد میں کچھ یہودیوں کی سازش سے جو فتنہ اٹھ کھڑا ہوا، اس میں حضرت علیؓ حق پر تھے؛ چناں چہ حضرت علیؓ کے مخالفین کو حدیث میں "فئۃ باغیۃ" (باغی گروہ) قرار دیا گیا۔

حضرت فاطمہؓ کے بطن سے دو صاحب زادے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ پیدا ہوئے، جو باحیات رہے اور ان ہی دونوں حضرات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک نسل کا سلسلہ آگے بڑھا۔

حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوجوانانِ جنت کا سردار قرار دیا، یہ روایت اہل سنت کے یہاں کثرت سے منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کو پکڑتے اور کہتے: اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، آپ بھی ان دونوں سے محبت کیجیے۔ (بخاری، حدیث نمبر: ۳۷۴۷) ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کو مجھ سے محبت ہوگی، وہ ان دونوں سے محبت رکھے گا۔ (مجمع الزوائد، عن ابی ہریرہؓ: ۹/۱۸۰) عجیب بات ہے کہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو جسمانی طور سے بھی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی مماثلت تھی؛ چناں چہ جب حضرت حسینؓ کی شہادت ہوئی تو صحابہؓ اور صالحین کو ناقابل بیان صدمہ پہنچا، حضرت ام سلمہؓ کو جب اس روح فرسا حادثہ کی اطلاع پہنچی، تو اہل عراق پر لعنت بھیجی اور ان کے لئے ہلاکت کی دعا فرمائی۔ (مجمع الزوائد: ۹/۱۹۴) امام ابراہیم نخعیؒ نے خوب فرمایا کہ اگر خدانخواستہ میں قاتلان حسین میں سے ہوتا اور میری مغفرت کر دی جاتی، نیز میں جنت میں داخل کیا جاتا تب بھی مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا کرنے سے شرم محسوس ہوتی۔

(حوالہ سابق: ۹/۱۹۵)

حقیقت یہ ہے کہ اہل بیت سے محبت کے

بغیر کوئی ایسا شخص رہ ہی نہیں سکتا، جو واقعی مسلمان ہو اور جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا کوئی درجہ حاصل ہو، صحابہؓ چوں کہ سب سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے والے اور آپ کی نسبت پر وارفتہ تھے، اس لئے اہل بیت سے ان کو خاص تعلق تھا، بنی امیہ کا حکمراں مروان ایک بار حضرت ابو ہریرہؓ سے کہنے لگا کہ جب سے ہمیں آپ کی رفاقت حاصل ہوئی ہے، مجھے آپ کی کسی بات سے ناگواری نہیں، سوائے اس سے کہ آپ حسن وحسین رضی اللہ عنہما سے محبت رکھتے ہیں، حضرت ابو ہریرہؓ سمٹ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں نکلے، ایک جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے رونے کی آواز سنی، حضرت فاطمہؓ بھی ساتھ تھیں؛ آپ تیز تیز چل کر وہاں پہنچے اور فرمایا کہ ہمارے بیٹوں کو کیا ہوا ہے؟ حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا کہ یہ پیاسے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مشکیزے میں دیکھا تو پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رفقاء سفر سے پانی کے بارے میں فرمایا تمام ہی لوگ پانی کے برتن کی طرف لپکے؛ لیکن اتفاق کہ کسی کے پاس پانی موجود نہیں تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باری باری حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو اپنی زبان مبارک کو چسایا، جب انہیں سکون ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطمینان ہوا، حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ اسی لئے میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں۔ (طبرانی بسند صحیح، مجمع الزوائد: ۹/۱۸۰) اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ صحابہ گلشن محمدی کے ان غنچہ ہائے بے سدا بہار اور گل ہائے مشک بار سے کیسی محبت رکھتے تھے کہ ظالم حکمرانوں کا خوف بھی اس کے اظہار میں مانع نہ ہوتا تھا۔

لیکن کیا حضرات حسنینؓ سے امت کی یہ محبت اور دربار رسالت مآب میں ان کا یہ درجہ و مقام صرف اسی وجہ سے تھا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھے؟ یقیناً یہ نسبت بھی اس محبت میں کار فرما ہے؛ لیکن اس سے بڑھ کر حضرات حسنینؓ کا اسوہ اور ان کا کردار ہے، جو قیامت تک کے لئے نقش لافانی ہے، حضرت ابوبکرؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر اقدس پر تھے اور آپ کے پہلو میں حضرت حسنؓ تھے، آپ ایک دفعہ لوگوں کی طرف دیکھتے اور ایک دفعہ حضرت حسنؓ کی طرف اور ارشاد فرماتے: میرا یہ بیٹا سید (سردار امت) ہے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کرائیں گے۔ (بخاری، حدیث نمبر:۳۷۴۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی اس وقت ظہور پذیر ہوئی جب خلیفہ راشد سیدنا حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد اہل شام حضرت معاویہؓ کی کمان میں آگے بڑھے اور ادھر اہل حجاز اور اہل عراق حضرت حسن بن علیؓ کی قیادت میں، عام طور پر صحابہؓ اور اکابر تابعینؒ حضرت حسنؓ کے ساتھ اور ان کے موقف کے مؤید تھے اور بقول حضرت عمرو بن العاصؓ پہاڑوں کی طرح لشکر جرار حضرت حسنؓ کی رکاب میں تھا اور یہ ایسے جان نثار لوگ تھے، کہ بہ ظاہر ان کا پشت دکھا کر بھاگنا ہرگز متوقع نہیں تھا، بہ ظاہر حضرت حسنؓ کے غالب آنے کی توقع زیادہ تھی؛ لیکن جب حضرت معاویہؓ کی طرف سے صلح کی پیش کش ہوئی، تو حضرت حسنؓ نے اپنے بہت سے رفقاء کی مخالفت: بلکہ ایک گونہ طعن وتشنیع کے باوجود اس پر لبیک کہا اور اپنا ہاتھ امیر معاویہؓ کے ہاتھ میں دیا؛ تاکہ مسلمانوں کی خوں ریزی نہ ہو اور اسلامی دنیا ایک جھنڈے کے نیچے آجائے، اس طرح وہ پیشین گوئی شرمندۂ تعبیر ہوئی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے سلسلہ میں فرمائی تھی، یہ کچھ معمولی قربانی نہیں تھی اور اس قربانی نے اسلام کی تاریخ میں حضرت حسنؓ کو ایسی عظمت عطاء کی کہ اگر وہ پورے عالم اسلام کے متفق علیہ تاج ور بن جاتے، تب بھی شاید ان کو یہ مقام حاصل نہ ہوا ہوتا اور لوگوں کے قلوب پر ان کی حکمرانی قائم نہ ہوئی ہوتی۔

چنانچہ ایک بار پھر پورا عالم اسلام ایک جھنڈے کے نیچے آگیا اور ایشیا، افریقا اور یورپ کے مختلف علاقوں میں مسلمان فاتحانہ پیش قدمی کرنے لگے، اس سے کوئی حقیقت پسند انکار نہیں کرسکتا کہ اس میں بنو امیہ کے تدبر سے زیادہ حضرت حسنؓ کے ایثار کا حصہ ہے!

حضرت حسینؓ کا یزید بن معاویہؓ کے مقابلہ میں کھڑا ہونا اس لئے نہیں تھا کہ آپ حکومت کی حرص وطمع رکھتے تھے، حضرت حسنؓ کو خانوادۂ نبوی سے نسبت کا جو شرف حاصل تھا، اس پر ہزار حکومتیں قربان اور نچھاور تھیں؛ بلکہ اصل یہ ہے کہ اسلام جس دور میں آیا، وہ ملوکیت اور خاندانی بادشاہت کا دور تھا، اس وقت کی معلوم دنیا میں جہاں بھی چھوٹی بڑی حکومت تھی، ان کی اساس خاندانی بادشاہت پر تھی، اسلام نے جہاں زندگی کے دوسرے شعبوں کی اصلاح کی، وہیں نظام سیاست کی بھی اصلاح کی اور خلافت کا تصور دیا۔

خلافت میں دو باتیں اہمیت کی حامل ہیں،

ایک یہ کہ اس منصب کے لئے ایسے شخص کا انتخاب کیا جائے، جو اخلاق و کردار کے اعتبار سے ممتاز حیثیت کا حامل ہو، دوسرے مسلمانوں کے اربابِ حل وعقد نے اس کا انتخاب کیا ہو، اسی اُصول پر حضرت ابوبکرؓ کا انتخاب ہوا، پھر حضرت ابوبکرؓ نے اکابر صحابہؓ کے مشورہ سے حضرت عمرؓ کو نامزد فرمایا، حضرت عمرؓ نے چھ رکنی کمیٹی بنادی اور ان حضرات نے عام مسلمانوں سے مشورہ اور باہمی تبادلہ خیال کے ذریعہ حضرت عثمانؓ کا انتخاب کیا، پھر حضرت عثمانؓ کی مظلومانہ شہادت کے بعد اہل مدینہ اور اکابر صحابہؓ نے بہ اصرار حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی، حضرت علیؓ سے جن صحابہؓ کو اختلاف تھا، وہ حضرت عثمانؓ کے قصاص کے بارے میں تھا، ورنہ ان کی لیاقت کے بارے میں کسی کو کلام نہیں تھا اور اس لئے علمائے اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ حضرت علیؓ کی شہادت تک وہی خلیفہ برحق تھے، حضرت حسنؓ نے بھی آپ اپنی خلافت کا اعلان نہیں فرمایا؛ بلکہ اس عہد کے اکابر صحابہؓ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی: چناں چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس تیس سالہ خلافت راشدہ کی پیشین گوئی فرمائی تھی، وہ حضرت حسنؓ کے چھ ماہی عہد خلافت پر مکمل ہوجاتی ہے۔

یزید کی حکمرانی سے ایک نئے طریقہ کا آغاز ہوا کہ بعض ایسے لوگ جو اس سلسلہ میں اسلام کے مزاج سے پوری طرح واقف نہیں تھے اور ان کو براہِ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل نہیں تھی، انہوں نے حضرت معاویہؓ کو باور کرایا کہ آئندہ کے لئے یزید کو خلیفہ نامزد کردیا جائے؛ چناں چہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور اکابر صحابہؓ جو اُس وقت موجود تھے، ان کو حکمرانی کے اس نئے طریقہ سے اس قدر اختلاف تھا، جتنا حضرت حسینؓ کو؛ لیکن بعض صحابہؓ نے فتنہ کے اندیشہ سے خاموشی اختیار کی اور بعض نے امت کو اختلاف سے بچانے کے لئے بہ کراہت خاطر اس تجویز کو قبول کرلیا، اب اگر تمام صحابہؓ اس صورتِ حال پر یہی رویہ اختیار کرتے اور کسی کی طرف سے مزاحمت پیش نہ آتی، تو آئندہ یہ بات سمجھی جاتی کہ اسلام میں خلافت علی منہاج النبوۃ کے ساتھ ساتھ عہد جاہلیت کی مروجہ ملوکیت کی بھی گنجائش ہے: چناں چہ حضرت حسینؓ نے اس کی مزاحمت کو ضروری سمجھا، یہاں تک کہ اپنے رفقاء اور اہل خاندان کے ساتھ نہایت ہی بے دردی سے شہید کردیئے گئے اور قاتلانِ حسین نے جہاں آخرت میں اپنے لئے اللہ کے عذاب اور ابدی خسران کو محفوظ کرلیا وہیں دنیا میں بھی قیامت تک کے لئے اہل ایمان کی نگاہ میں ملعون و مغضوب قرار پائے۔

اس میں شبہ نہیں کہ حضرت حسینؓ کی یہ مہم بہ ظاہر کامیابی سے ہمکنار نہ ہوسکی؛ لیکن حضرت حسینؓ کو معنوی فتح حاصل ہوئی؛ چناں چہ امت کے علماء وفقہاء اور اربابِ نظر آج اس بات پر متفق ہیں کہ اسلام جس نظام حکمرانی کا داعی ہے، وہ خلافت ہے نہ کہ خاندانی بادشاہت، حالاں کہ مسلمانوں کی تاریخ کا بڑا حصہ اسی بادشاہت کا ہے؛ لیکن اس کے باوجود آج اسے اسلامی فکر کے خلاف کیوں سمجھا جاتا ہے؟ اور کیوں اس رویہ کو قبول نہیں کیا گیا؟ یقیناً اس میں بڑا حصہ حضرت حسینؓ اور آپ کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی مزاحمت اور اسی راہ میں شہادت کا ہے، ورنہ بعد کے لوگ سمجھتے کہ اس مدت پر مسلمانوں کا اجماع واتفاق ہوچکا ہے۔

پس حضرت حسنؓ کا اسوہ یہ ہے کہ امت کو اختلاف و انتشار سے بچانے کے لئے اپنے اقتدار کی قربانی کو گوارا کیا جائے اور ایثار سے کام لیا جائے اور حضرت حسینؓ کا اسوہ یہ ہے کہ جب دین میں کوئی طاقت کمی بیشی کرنا چاہے اور اسلام کی صحیح تصویر کو مسخ کرنے کے درپے ہو تو چاہے اس کے لئے اپنی رگِ گلو کٹانی پڑے؛ لیکن بہر قیمت اللہ کے دین اور شریعت کی فکری سرحدوں کی حفاظت کی جائے، آج کے حالات میں یہ دونوں نمونے امت کے لئے مشعلِ راہ ہیں، امت کی وحدت کو برقرار رکھنے کے لئے عہدہ و جاہ کا ایثار اور دین کی حفاظت و صیانت کے لئے اپنی جان عزیز تک کی قربانی!!

☆☆..........☆☆

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون:32545573

اولاد کی اسلامی تربیت میں

والدین کا اہم کردار

مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی

”اولاد“ اللہ تعالیٰ کی بیش بہا نعمت اور والدین کے لئے مستقبل کا قیمتی اثاثہ ہے؛ یہی وجہ ہے کہ ان کے وجود کو دنیاوی زندگی میں زینت اور رونق سے تعبیر کیا جاتا ہے؛ لیکن یہ (اولاد) رونق و بہار اور زینت و کمال کا سبب اسی وقت بنتی ہے جب انہیں زیورِ تعلیم سے آراستہ کیا جاتا ہے، بچپن ہی سے ان کی صحیح نشوونما کا خیال رکھا جاتا ہے، ان کی دینی تربیت و پرداخت کو ضروری سمجھا جاتا ہے، نیز اسلامی و ایمانی ماحول میں انہیں پروان چڑھانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

شریعت مطہرہ کی رو سے والدین پر اولاد کے سلسلہ میں جو حقوق عائد ہوتے ہیں، ان میں سب سے اہم اور مقدم حق ان کی دینی تعلیم و تربیت ہی ہے۔ اسلام عصری تعلیم کا ہرگز مخالف نہیں؛ لیکن دین کی بنیادی تعلیم کا حصول اور اسلام کے مبادیات و ارکان کا جاننا تو ہر مسلمان پر فرض ہے اور اسی پر اخروی فلاح و کامیابی کا دارومدار ہے۔

دین و ایمان کا تحفظ اسی وقت ممکن ہے جب اس کے متاعِ گراں مایہ ہونے کا احساس دل میں جاگزیں ہو، اگر کوئی دین و ایمان کو معمولی چیز سمجھتا ہے تو پھر اس سے خاتمہ بالخیر کی توقع رکھنا بھی مشکل ہے۔ اس کا اندازہ اس ایک واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے جو قرآن مجید کی سورۃ البقرہ میں ذکر کیا گیا ہے: حضرت یعقوب علیہ السلام جب بسترِ مرگ پر آخری سانسیں گن رہے تھے تو انہیں یہ فکر بار بار ستائے جارہی تھی کہ میری اولاد میرے بعد کس کی عبادت کرے گی؟ بالآخر انہوں نے اپنی اولاد کو بلا کر یہ سوال کیا کہ میرے بعد تمہارا معبود کون ہوگا؟ بیٹوں نے اطمینان دلاتے ہوئے کہا کہ ہم آپ کی موجودگی میں جس طرح دین برحق پر قائم رہے اور اپنے آباؤ اجداد سیدنا ابراہیم، اسماعیل اور اسحٰق علیہم السلام کے پروردگار کی عبادت کرتے رہے اسی طرح آپ کے بعد بھی ہم اسی رب العالمین کی بندگی کریں گے جس کی تعلیم و تلقین ہمارے بڑوں نے فرمائی ہے۔ قرآن میں اس طرح اس کی منظرکشی کی گئی: کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب کی موت کا وقت آیا تھا، جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا تھا کہ تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ ان سب نے کہا کہ ہم اسی ایک خدا کی عبادت کریں گے جو آپ کا معبود ہے اور آپ کے باپ داداؤں ابراہیم، اسماعیل اور اسحاق علیہم السلام کا معبود ہے اور ہم صرف اسی کے فرماں بردار ہیں (البقرہ:۱۳۳)

یہاں یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ اولاد کی تعلیم و تربیت میں کوتاہی آخرت میں مواخذہ کا سبب بن سکتی ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ اہل ایمان سے خطاب کرکے فرماتا ہے:

”اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں اس پر سخت اور طاقتور فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے انہیں جو حکم دیا جائے وہ کر گزرتے ہیں۔“ (التحریم:۶)

نار جہنم سے بچنے کی فکر جس طرح خود کو کرنی ہے اسی طرح والدین کی یہ اہم ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی والاد کی بچپن سے ایسی تربیت کریں کہ ان میں دینی شعور پختہ ہو اور بڑے ہوکر وہ زندگی کے جس میدان میں بھی رہیں ایمان و عمل صالح سے ان کا رشتہ نہ صرف قائم بلکہ مضبوط رہے۔

تربیت کی دو قسمیں:

محترم مولانا محمد شفیق الرحمٰن علوی لکھتے ہیں کہ تربیت دو قسم کی ہوتی ہے:

۱-ظاہری تربیت، ۲-باطنی تربیت۔

ظاہری اعتبار سے تربیت میں اولاد کی ظاہری وضع قطع، لباس، کھانے، پینے، نشست و برخاست، میل جول، اس کے دوست واحباب اور تعلقات و مشاغل کو نظر میں رکھنا، اس کے تعلیمی کوائف کی جانکاری اور بلوغت کے بعد ان کے ذرائع معاش کی نگرانی وغیرہ امور شامل ہیں، یہ تمام امور اولاد کی ظاہری تربیت میں داخل ہیں اور باطنی تربیت سے مراد ان کے عقیدہ اور اخلاق کی اصلاح و درستگی ہے۔

اولاد کی ظاہری اور باطنی دونوں قسم کی تربیت والدین کے ذمہ فرض ہے۔ ماں باپ کے دل میں اپنی اولاد کے لئے بے حد رحمت وشفقت کا فطری جذبہ اور احساس پایا جاتا ہے۔ یہی پدری ومادری فطری جذبات واحساسات ہی ہیں جو بچوں کی دیکھ بھال، تربیت اور ان کی ضروریات کی کفالت پر انھیں ابھارتے ہیں۔ ماں باپ کے دل میں یہ جذبات راسخ ہوں اور ساتھ ساتھ اپنی دینی ذمہ داریوں کا بھی احساس ہو تو وہ اپنے فرائض اور ذمہ داریاں احسن طریقہ سے اخلاص کے ساتھ پوری کرسکتے ہیں۔

(ماہنامہ دارالعلوم، شعبان: ۱۴۳۷ھ)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے بچوں کو تین باتیں سکھاؤ، اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور ان کے اہل بیت سے محبت اور قرآن مجید کی تلاوت؛ اس لئے کہ قرآن کریم یاد کرنے والے اللہ کے عرش کے سایہ میں انبیاء کے ساتھ اس دن میں ہوں گے جس دن اس کے سایہ کے علاوہ اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔'' (طبرانی)

اس حدیث پاک میں جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کی بہترین تربیت کے حوالہ سے بہترین راہ نمائی فرمادی کہ نبی سے محبت کرنا، ان کے اہل بیت، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت کرنا بچوں کو سکھایا جائے اور قرآن کریم کی تلاوت کرنے کی تلقین کی جائے۔ والدین کی طرف سے اپنی اولاد کو بہترین تحفہ وہ قرآنی تعلیم ہے۔ آج ہم اپنی اولاد کے لئے روپیہ، پیسہ اور طرح طرح کی جائیداد، پراپرٹی جمع کرتے تھکتے نہیں کہ یہ چیزیں ہمارے بعد ہماری اولاد کے لئے فائدہ مند ہوں، لیکن ان کی دینی علوم کی پیاس بجھانے کی ہم ذرا فکر نہیں کرتے، حالاں کہ جائیداد اور مال ودولت سے صرف دنیاوی حاجات کا تکفل ہوتا ہے، جب کہ قرآن وحدیث اور دینی تعلیم تو دنیا وآخرت دونوں میں کام آتی ہے۔

چھوٹے بچوں کی تربیت کا طریقۂ کار:

چھوٹے بچوں کا ذہن صاف وشفاف اور خالی ہوتا ہے اس میں جو چیز بھی نقش کردی جائے وہ نقش علی الحجر کی طرح مضبوط وپائیدار ہوتی ہے۔ قرآن وحدیث میں یہ حقیقت واشگاف انداز میں بیان کی گئی کہ ہر بچہ توحید خالص کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے اصل کے اعتبار سے اس میں طہارت، پاکیزگی، برائیوں سے دوری اور ایمان کی روشنی ہوتی ہے۔ پھر اسے گھر میں اچھی تربیت اور معاشرہ میں اچھے ساتھی میسر آجائیں تو وہ ایمان واخلاق میں اسوہ نمونہ اور کامل انسان بن جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے ہر نومولود، فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔ یعنی بچے کو جیسا ماحول اور تربیت میسر آئے گی وہ اسی رخ پر چل پڑے گا اگر اسے ایمانی ماحول اور اسلامی تربیت میسر آجائے تو وہ یقیناً معاشرہ میں حقیقی مسلمان بن کر ابھرے گا؛ لیکن اس کی تربیت صحیح نہج پر نہ ہو گھر کے اندر اور باہر اسے اچھا ماحول نہ ملے تو وہ معاشرہ میں مجرم اور فسادی انسان بن کر ابھرے گا۔

ماہرین نفسیات کے مطابق بچپن میں اولاد کی تربیت جوانی کے بالمقابل بہت آسان ہے، جس طرح زمین سے اگنے والے نرم ونازک پودوں کو بہ سہولت کہیں بھی موڑا جاسکتا ہے اسی طرح بچوں کے خیالات، افکار اور طرز زندگی کو جس رخ پر چاہے بہ آسانی لایا جاسکتا ہے اور جب وہ بڑے ہوجائیں اور ان کی عقل پختہ ہوجائے تو ان میں تبدیلی ناممکن نہ سہی؛ مگر مشکل ضرور ہوتی ہے، اس لئے ابتدائی عمر میں بچوں کی نگرانی اور ان کی صحیح تربیت والدین اور سرپرستوں کی اہم ذمہ داری ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کی تربیت کے حوالے سے کیا رہنمائی فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود اس کا کس درجہ خیال رکھتے تھے؟ اس کی بیشمار مثالیں کتب حدیث وسیرت میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں جب چھوٹا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا تناول کرتے ہوئے میرا ہاتھ برتن میں ادھر ادھر چلا جاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے لڑکے! اللہ کا نام لو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے قریب سے کھاؤ۔ (رواہ مسلم)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ایک روز اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف فرما تھے میری والدہ نے مجھے پکارا آؤ ایک چیز دوں گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے والدہ سے دریافت فرمایا: تم نے اسے کیا دینا چاہا؟ والدہ نے عرض کیا کہ کھجور دینا چاہتی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے والدہ سے ارشاد فرمایا: سنو اگر تم اسے کچھ نہ دیتی تو تمہارے حق میں (نامہ اعمال میں) یہ ایک جھوٹ لکھا جاتا۔ (رواہ ابوداؤد)

غور کیجئے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کو امید و آس دلا کر کچھ نہ دینے سے بھی منع فرمایا اور اسے جھوٹ قرار دیا اس کا ایک اہم نقصان یہ ہے کہ اس سے بچوں کی تربیت اور ان کے اخلاق و کردار پر منفی اثرات پڑیں گے اور وہ بھی جھوٹ کے عادی ہو جائیں گے کیونکہ بچے اپنے بڑوں سے جس چیز کو دیکھتے یا سنتے ہیں اس کا اثر بہت جلد قبول کر لیتے ہیں اور بچپن کا یہ اثر نہایت مضبوط و مستحکم اور پائیدار ہوتا ہے۔

نوجوانوں کی تربیت کا لائحہ عمل:

بچپن میں لاڈ، پیار اور غفلت ولا پرواہی کے سبب اولاد کی تربیت میں کچھ کمی رہ جائے تو بڑے ہونے کے بعد بھی اس کمی کا ازالہ ممکن ہے بمگر مثبت نتائج کے لئے عجلت کا مظاہرہ نہ کیا جائے اور تربیت میں تدریجی انداز اختیار کیا جائے؛ چنانچہ بچوں کے بڑے ہو جانے کے بعد غلطی پر تنبیہ کی ترتیب یوں ہونی چاہیے : ۱-افہام و تفہیم، ۲-زجر و توبیخ۔۳-مار کے علاوہ کوئی دوسری سزا مثلاً قطع تعلق وغیرہ۔یعنی غلطی ہو جانے پر حکمت عملی کے ساتھ تربیت کا اہتمام کیا جائے، اگر پہلی مرتبہ غلطی ہو تو اولاً اسے اشاروں اور کنایوں سے سمجھایا جائے، صراحتاً برائی کا ذکر کرنا ضروری نہیں۔اگر بچہ بار بار ایک ہی غلطی کرتا ہے تو نصیحت و موعظت کے مختلف انداز اختیار کیے جائیں ساتھ ہی اس کے دل میں یہ بات بٹھائی جائے کہ اگر دوبارہ ایسا ہوا تو اس کے ساتھ سختی برتی جائے گی، اس وقت بھی ڈانٹ ڈپٹ کی ضرورت نہیں ہے، نصیحت اور پیار سے اسے غلطی کا احساس دلایا جائے۔اور سب سے بڑھ کر گھر کے ماحول کو دینی بنانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے؛ تاکہ وہ رفتہ رفتہ اسلامیات سے قریب ہونے کا عادی ہو جائے۔مذکورہ بالا امور کی انجام دہی کو ایک چیلنج کے طور پر لیا جائے؛ کیوں کہ مفکر اسلام مولانا ابوالحسن علی ندویؒ فرماتے ہیں کہ وقت کا تجدیدی کام یہ ہے کہ ”امت کے نوجوانوں اور تعلیم یافتہ طبقہ میں اسلام کے اساسیات اور اس کے نظام و حقائق اور نظام محمدی کا وہ اعتماد واپس لایا جائے جس کا رشتہ اس طبقہ کے ہاتھ سے چھوٹ چکا ہے۔آج کی سب سے بڑی عبادت یہ ہے کہ اس فکری اضطراب اور نفسیاتی الجھنوں کا علاج بہم پہنچایا جائے جس میں آج کا تعلیم یافتہ نوجوان بری طرح گرفتار ہے اور اس کی عقل و ذہن کو اسلام پر پوری طرح مطمئن کر دیا جائے…“اس اہم اور بنیادی کام سے تغافل برتنا ایک سنگین جرم ہے، جس کا خمیازہ یقیناً بھگتنا پڑے گا، نوجوانوں کے درمیان مقصد زندگی سے ناآشنائی، تزکیہ و تربیت کی کمزوری اور ان کے اندر فکری، تعمیری اور تخلیقی سوچ کا پروان نہ چڑھنا بہت بڑا المیہ ہے۔

اولاد کی تعلیم کے حوالے سے والدین کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

۱-وہ والدین جو اپنی اولاد کو صرف عصری علوم کے حوالے کر دیتے ہیں، ان کی دینی تعلیم و تربیت کی طرف یا تو بالکل توجہ نہیں کرتے یا معمولی سی توجہ کو کافی اور مفید مطلب سمجھ بیٹھتے ہیں۔ان کی ذمہ داری ہے کہ جس طرح عصری علوم پر خاطر خواہ محنت کو ضروری سمجھیں اتنا ہی یا اس سے زیادہ بنیادی دینی تعلیم یعنی عقائد و اعمال، معاشرت و اخلاق، معاملات و آداب سے متعلق ضروری امور ان کے قلب و دماغ میں راسخ کریں؛ تاکہ فتنوں کے اس دور میں الحاد و ارتداد کی کوئی لپیٹ انہیں متاع ایمان سے محروم نہ کر دے۔

۲-وہ والدین جو اپنی اولاد کو صرف دینی تعلیم کے لئے وقف کر دیتے ہیں اور انہیں دانستہ یا نادانستہ طور پر بنیادی عصری تعلیم سے بھی نابلد رکھتے ہیں۔ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ بدلتے حالات کے پیش نظر بہ قدر ضرورت عصری علوم سے واقف کرانے کا اہتمام کریں؛ تاکہ مستقبل میں ان کی اولاد کسی بھی موقع پر دوسروں کی محتاج نہ رہے۔

۳-وہ والدین جو اپنی اولاد کو عصری اور دینی علوم سے وافر حصہ عطا کرتے ہیں اور اسلامی تربیت کے ذریعہ ان کو اچھی طرح آراستہ و پیراستہ کرتے ہیں۔وہ قابل صد مبارک باد ہیں، انہیں اپنے اس نظام کو فروغ دینے اور خاندان و قبیلے کے دوسرے سرپرستوں تک متعدی کرنے کی فکر کرنی چاہئے۔

۴-وہ والدین جو معاشی مجبوری یا دیگر معقول و نامعقول اسباب کی بنا پر اولاد کے روشن مستقبل کا سودا کرتے ہیں اور انہیں اپنے ہی کسی پیشہ سے وابستہ کر دیتے ہیں۔انہیں سنجیدگی کے ساتھ اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ ان کا یہ عمل اولاد کے مستقبل کے لئے سم قاتل اور زہر ہلاہل سے کم نہیں، اس لئے بنیادی طور پر دینی و عصری علوم کے مکاتب و اسکولز سے رجوع ہو کر بچوں کو قابل بنانے کی کوشش کرنی چاہئے؛ تاکہ علم کی روشنی سے سارا گھر منور ہو جائے اور دین و دنیا دونوں میں مفید و کارآمد ثابت ہو سکیں۔

☆☆.........☆☆

حضرت مولانا غلام فرید قیصرانی کا وصال

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

۲؍جولائی ۲۰۱۹ء کو ٹبی قیصرانی تحصیل تونسہ میں مولانا غلام فرید قیصرانی انتقال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

جامعہ امینیہ دہلی کے فارغ التحصیل اور مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کے شاگرد رشید مولانا غلام حسن صاحب ساکن چاہ مولوی والا نزد ٹبی قیصرانی تحصیل تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان کے ہاں قریباً ایک صدی قبل ایک نومولود بیٹے کا نام غلام فرید رکھا گیا۔ آگے چل کر یہ صاحبزادہ، مولانا غلام فرید قیصرانی ایک متبحر عالم دین، معروف مذہبی رہنما، حمیت وحریت اسلامی کا پیکر، اخلاص وللّٰہیت کا مجسمہ، معقول ومنقول کے نامور مدرس اور درویش منش، فرشتہ خصلت، مردمجاہد کے حوالہ سے جانے پہچانے گئے۔

ٹبی قیصرانی کے قریب بستی لاشاری میں ملک عزیز کے نامور عالمی خطیب مولانا سید عبدالمجید ندیم کے والد گرامی حافظ سید غلام سرور شاہ صاحب پڑھاتے تھے۔ سید سرور شاہ صاحب کا گھر تو بستی کالو میں تھا لیکن وہ پڑھاتے بستی لاشاری میں تھے۔ ان کے ہاں مولانا غلام فرید صاحب نے قرآن مجید حفظ کیا۔ مولانا غلام فرید صاحب کے والد گرامی مولانا غلام حسن قیصرانی بستی واڑہ سیہڑ ضلع لیہ کے ایک دینی مدرسہ میں مدرس تھے۔ اس مدرسہ میں ایک اور مدرس تھے جن کا نام مولانا شیخ عبدالرحیم تھا۔ مولانا شیخ عبدالرحیم کے والد کا نام مولانا غلام رسول تھا اور یہ نومسلم تھے۔ یہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے شاگرد رشید تھے۔ ان کے صاحبزادہ مولانا شیخ عبدالرحیم صاحب بھی دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے۔

اپنے والد گرامی مولانا غلام حسن قیصرانی اور مولانا شیخ عبدالرحیم صاحب کے ہاں بستی واڑہ سیہڑ میں حفظ کے بعد درجہ کتب میں مولانا غلام فرید نے داخلہ لیا۔ ان ہردو اساتذہ سے کتب کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد مدرسہ عبیدیہ قدیر آباد ملتان میں داخلہ لیا۔ قاسم العلوم ملتان میں بھی آپ نے پڑھا اور ثقہ روایت کے مطابق مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کے ابتدائی شاگردوں میں آپ شامل تھے۔ ملتان قیام کے دوران حضرت امیر شریعتؒ کی زیارت وخدمت سے بھی آپ مشرف ہوئے۔ البتہ تکمیل اپنے والد گرامی اور مولانا شیخ عبدالرحیم صاحب کے ہاں فرمائی۔ مولانا غلام فرید قیصرانی نے دورہ تفسیر حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کے ہاں مخزن العلوم خانپور میں کیا۔ ان سے بیعت کا بھی شرف حاصل کیا۔

اس کے بعد اپنے مادر علمی واڑہ سیہڑ میں کچھ عرصہ پڑھاتے رہے۔ بستی کوہر نزد وہوا میں کھیتران قبیلہ کی مسجد میں امامت وخطابت پر بھی کچھ عرصہ فائز رہے۔ اس کے بعد قیصرانی اور میانہ برادری کے اصرار پر آپ ٹبی قیصرانی میں تشریف لائے اور یہاں ایک مسجد میں مدرسہ معراج العلوم قائم کیا۔ یہ بیسویں صدی کے نصف ثانی کے اوائل کی بات ہے۔ مدرسہ معراج العلوم کا اہتمام اور مسجد کی خطابت نے آپ کے خلوص کے باعث ایسی صورت اختیار کی کہ حفظ وناظرہ اور درجہ کتب کی تعلیم کا دیکھتے دیکھتے آغاز ہوگیا اور اس ادارہ نے پورے علاقہ میں مرکزیت حاصل کرلی۔ اس علاقہ کے سینکڑوں علماء، فضلاء اور خطباء نے ابتدائی تعلیم اور مولانا غلام فرید صاحب کی شاگردی کا اعزاز اسی ادارہ میں حاصل کیا۔

مولانا غلام فرید صاحب نے جمعیۃ علماء اسلام کے لئے اس علاقہ میں مثالی خدمات سرانجام دیں۔ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں مفکر اسلام مولانا مفتی محمود صاحبؒ قومی اسمبلی اور مولانا غلام فرید صوبائی اسمبلی کے امیدوار تھے۔ مولانا مفتی محمود تو قومی اسمبلی کے اس حلقہ سے بھی ممبر منتخب ہوگئے لیکن بھٹو حکومت پر دھاندلی کا الزام اس تواتر سے لگا کہ قومی اتحاد نے صوبائی الیکشن کا بائیکاٹ کر دیا۔ ورنہ مولانا غلام فرید کے صوبائی ممبر منتخب ہونے کی واضح توقع تھی۔ مولانا مفتی محمود، مولانا محمد عبداللہ درخواستی، مولانا سید نورالحسن بخاری، مولانا دوست محمد قریشی، مولانا علاؤ الدین، مولانا عبدالستار تونسوی، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا

لال حسین اختر ایسے مشاہیر اس دور میں ٹبی قیصرانی آپ کی دعوت پر تشریف لائے۔

علاقہ میں بلکہ خود آپ کی برادری کے تمن سرداروں میں قادیانیت کے اثرات تھے۔ان کے خلاف آپ اس علاقہ میں سد سکندری بن کر کھڑے ہوئے۔آپ کی بہادری وجرأت مندی کا یہ عالم تھا کہ قبائل کے سردار ہونے کے باوجود قادیانی، مولانا غلام فرید قیصرانی کے سامنے آنے سے ہچکچانے لگے۔ان پر ایسا ”دھن“ طاری ہوا کہ ان کی تمام رعونت زمین بوس ہوگئی اور قادیانیت وتمن داری ناک رگڑنے اور منہ کے بل زمین پر رینگنے لگی۔

مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر صاحب اور مولانا صوفی اللہ وسایا کا آپ اپنی تحصیل میں ہفتوں ہفتوں کا تبلیغی دورہ رکھتے۔مولانا غلام فرید کی جوانی کا عالم تھا۔سر پر پگڑی، کندھے پر بندوق، دل میں ایمان کا نور، اس عالم میں آپ عالمانہ وقار سے اس تبلیغی قافلہ کو لے کر قریہ قریہ، شہر شہر گھومتے تو جہاں آسمانوں پر فرشتے رشک کرنے لگتے، وہاں زمین پر ابلیس خاک بسر ہو جاتا۔واقعہ یہ ہے کہ قادیانی کفر بواح کے خلاف آپ نے اپنی جرأت عالمانہ سے وہ جہد مسلسل کا ریکارڈ قائم کیا کہ شاید آئندہ بھی اسے کوئی نہ توڑ سکے گا۔قادیانی تمن دار الیکشن میں کھڑے ہوتے۔کاغذات نامزدگی سے لے کر الیکشن مہم، بلکہ نتیجہ آنے تک آپ سایہ کی طرح قادیانیت کا ایسا تعاقب کرتے کہ جھوٹے کو اس کی ماں کے گھر تک پہنچا کر آتے۔

شیر گڑھ کی ایک مسجد میں قادیانی تمن دار کو دفن کر دیا گیا۔علاقہ کی پوری دینی قیادت کے ہمراہ کئی ماہ تک آپ نے ایسا معرکہ حق قائم کیا کہ کفر ہار گیا اور اسلام جیت گیا۔آپ بہادر تھے۔حق گو اور جرأت مند تھے۔غیرت واخلاص کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔انتہائی سادہ اور درویش منش۔مگر کفر کے مقابلہ میں آیۃ من آیات اللہ اور سیف من سیوف اللہ تھے۔آپ حق کے لئے ایسے ڈٹ جاتے کہ کوہ سلیمان کو بھی آپ کے استقلال کے سامنے پسینہ آجاتا۔آخری عمر میں فرقہ واریت اور نام نہاد عسکریت پسندی کے عفریت نے ایسا پھن پھیلایا کہ آپ کے قریبی حلقہ کے لوگ بھی اس طغیانی میں جادہ مستقیم سے ہٹ کر حکومتی آفتوں اور بلاؤں کا شکار ہو گئے۔ان کے بعد دیگرے صدمات نے آپ کو زمین سے لگا دیا۔زہے نصیب! کہ سو سال کے قریب زندگی پائی۔اپنے ادارہ کو ایسے سینہ سے لگائے رکھا کہ آج اسی کے صحن میں پیوند خاک ہوئے۔

جمعیت علماء اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت سے آپ کا عاشقانہ تعلق تھا۔جو روز بروز ترقی و وسعت کے مدارج طے کرتا گیا۔چنیوٹ وچناب نگر وملتان کے اہم ختم نبوت اجتماعات میں آپ صحت کے زمانہ میں شرکت سے سرفراز فرماتے۔غائبانہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے۔دسمبر ۲۰۱۸ء مظفر گڑھ میں جمعیۃ علماء اسلام کی میزبانی میں تحفظ ناموس رسالت ملین مارچ کی تیاری کے لئے اس علاقہ کا سفر ہوا۔آپ کی زیارت کے لئے حاضری ہوئی۔آپ تلاوت فرما رہے تھے۔مرور زمانہ کے باعث نقاہت نمایاں تھی۔آپ کا چہرہ اور وجود بقعۂ نور بنے ہوئے تھے اور یہی کیفیت وصال کے بعد تھی۔جس نے آپ کے چہرہ کی نورانیت کو دیکھا، عش عش کر اٹھا۔حق تعالیٰ ان کے جملہ عزیزان اور ان کے ادارہ کو ترقیوں سے سرفراز کرے۔آمین! ☆☆☆

پرچم کشائی کی تقریب

لکی مروت..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت نے ۱۴راگست کو یوم آزادی کے موقع پر ختم نبوت چوک نورنگ میں پرچم کشائی کی ایک پروقار تقریب منعقد کی۔پرچم کشائی کی تقریب میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت کے ضلعی ناظم مفتی ضیاء اللہ صاحب، ضلعی ناظم مالیات مولانا محمد ابراہیم ادہمی، ناظم تبلیغ مولانا محمد طیب طوفانی، ناظم اطلاعات صاحبزادہ امین اللہ جان، وحدت اساتذہ تحصیل نورنگ کے صدر مولانا شبیر احمد حقانی، جے یو آئی یوسی نورنگ کے جنرل سیکرٹری پیر طریقت مولانا ظہور احمد نقشبندی، کونسلر ملک ماجد حسین، قاری ذبیح اللہ ادہمی، محمد نعیم اور فوجی مروت سمیت کثیر تعداد میں اہلیان علاقہ شریک تھے۔پرچم کشائی کے بعد ضلعی ناظم مفتی ضیاء اللہ صاحب نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ وطن عزیز کی آزادی کے لئے ہماری قربانیاں کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں، اکابرین دیوبند نے برصغیر کی آزادی کے لئے قید وبند کی تکالیف برداشت کی تھیں، مملکت پاکستان کی بنیادوں میں علماء دیوبند کا خون شامل ہیں، انہی قربانیوں کی بدولت ۱۴راگست ۱۹۴۷ء کو انگریز برصغیر پاک وہند سے بھاگنے پر مجبور ہو گئے تھے، انہوں نے اس عزم کا اعادہ کیا کہ مملکت پاکستان کی نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کے لئے پوری پاکستانی قوم افواج پاکستان کے شانہ بشانہ کھڑی ہوگی۔تقریب کے اختتام پر اسلام اور پاکستان کے لئے خصوصی دعائیں مانگی گئیں۔

موجودہ حکومت کی قادیانیت نوازی!

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ میری امت میں تیس دجال اور کذاب پیدا ہوں گے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ (ابوداؤد)

ارشاد نبوی کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس سے لے کر چودھویں صدی تک مختلف منکرین ختم نبوت نے نبوت ورسالت کا دعویٰ کیا، جن میں، اسود عنسی، مسیلمہ کذاب، سجاح بنت حارث، مختار بن ابوعبید، حارث کذاب دمشقی، مغیرہ بن سعید عجلی، بہاء اللہ ایرانی، اسحٰق اخرس مرزا غلام احمد قادیانی جیسے بدبخت شامل ہیں۔ (ائمہ تلبیس)

فرنگی سامراج نے سرزمین ہندوستان پر مرزا غلام احمد قادیانی کو منتخب کیا، انگریزوں نے دین اسلام پر کاری ضرب لگانے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کے ذریعے جہاد کی حرمت کا اعلان کرایا، مرزا قادیانی نے اولاً جہاد کے حرام اور گورنمنٹ برطانیہ کی فرمانبرداری کا راگ الاپا، مرزا قادیانی ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوا۔ ۱۸۸۰ء سے لے کر ۱۹۰۰ء تک مرزا ملعون نے مختلف دعاوی کئے۔ ۱۹۰۰ء کے بعد مرزا قادیانی نے معاذ اللہ نبوت ورسالت اور محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس کی تحریرات وکفریات جب منظر عام پر آئی تو علماء لدھیانہ نے ۱۸۸۴ء میں مولانا محمد سہولؒ صدر مدرس دارالعلوم دیوبند نے ۱۹۱۴ء، جبکہ دارالعوم دیوبند نے 1915ء میں مرزا قادیانی کے خلاف کفر کا فتویٰ جاری کیا۔ دیگر مسالک کے اکابرین نے بھی مرزا قادیانی

مولانا توصیف احمد، حیدرآباد

کے کفر کا فتویٰ دیا، ہندوستان میں تمام مکاتب فکر کے جید علماء کرام نے فتنہ قادیانیت کا مقابلہ کیا، ہر دور میں قادیانی سرگرمیوں کا محور ہمیشہ مندرجہ ذیل نکات رہے ہیں: (۱) مسلمانوں کی صف میں گھس کر ان میں انتشار وافتراق پیدا کرنا، (۲) مسلمانوں کو ان کی سیاسی ومذہبی قیادت سے بدظن کرنا، (۳) مسلمانوں کو ان کے مستقبل سے مایوسی دلانا، (۴) مسلمانوں کے جذبات حریت وجہاد کو کچل کر انہیں مغربی استعمار کی ذہنی وجسمانی غلامی کے لئے تیار کرنا، (۵) مسلمانوں کے عقائد میں شکوک وشبہات پیدا کرکے اسلام سے مایوس، متنفر اور برگشتہ کرنا، (۶) انگریزی تسلط کو رحمت خداوندی بتا کر مسلمانوں کو ترک جہاد پر آمادہ کرنا، (۷) مسلمانوں کے حریت پسند افراد کے کوائف انگریز کو مہیا کرنا، (۸) ملت اسلامیہ کی شان وشوکت کو سبوتاژ کرکے اس کے ملبہ پر قادیانیت کا محل تعمیر کرنا۔

(تحفہ قادیانیت، ج:۲، مصنف شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ)

تقسیم ہندوستان کے بعد جب ملک عزیز پاکستان معرض وجود میں آیا، قادیانی جماعت کا لاٹ پادری مرزا محمود قادیان چھوڑ کر پاکستان میں آ گیا۔ پنجاب کے انگریز گورنر موڈی کے حکم پر ضلع چنیوٹ، تحصیل چناب نگر (سابقہ نام ربوہ) میں ایک ہزار چونتیس ایکڑ زمین قادیانی جماعت کے نام الاٹ کی گئی، اب ہندوستان کی طرح پاکستان میں بھی قادیانیوں نے اسلام اور ملک کے خلاف سازشیں شروع کیں، اولاً قادیانیوں نے پاکستان کو قبول ہی نہیں کیا، اکھنڈ بھارت قادیانیوں کا الہامی عقیدہ ہے، مرزا محمود نے کہا کہ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے ہوئے ہیں اور کوشش کریں گے کہ کسی طرح پھر متحد ہو جائے۔

(الفضل ۱۷رمئی ۱۹۴۷ء)

فتنہ قادیانیت کے تعاقب کے لئے سن ۱۹۴۹ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی بنیاد رکھی گئی جس کے امیر اول، امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ منتخب ہوئے، جبکہ اس وقت قادیانی جماعت کا خلیفہ اور سربراہ مرزا بشیر الدین محمود تھا، اس ملعون نے پاکستان میں اقتدار کے خواب دیکھے، اپنے قادیانیوں کو برانگیختہ کیا کہ پاکستان میں ایک صوبہ کو قادیانی اسٹیٹ بنایا جائے، مرزا محمود نے پاکستان بنتے ہی اعلان کیا کہ ہم

بلوچستان کو قادیانی اسٹیٹ بنائیں گے۔

(قادیانی اخبار الفضل،۱۳؍اگست ۱۹۴۸ء)

اور مرزا محمود نے کہا کہ سن ۱۹۵۲ء قادیانیوں کا ہوگا، اب قادیانیت نہیں مٹائی جاسکتی، سب مسلمان مجرموں کی طرح ہمارے سامنے پیش ہوں گے اور قادیانیت کی آغوش میں آئیں گے۔(الفضل،۱۶؍جنوری ۱۹۵۲ء)

جب سن ۱۹۵۲ء گزر گیا، ۱۹۵۳ء شروع ہوا تو مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے مرزا محمود کو چنیوٹ میں دوران خطاب کہا: مرزا محمود ۱۹۵۲ء تیرا تھا وہ گزر گیا، اب ۱۹۵۳ء کا سن (مولانا) عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا ہوگا۔ اس طرح شاہ جیؒ کے نعرۂ مستانہ نے قادیانیت کے تابوت میں کیل ٹھونکی۔

بدقسمتی سے پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ ظفر اللہ خان قادیانی تھا، جس نے اپنے ناپاک کندھوں پر قادیانیت کی متعفن لاش کو اٹھایا، دنیا کے تمام سفارتی اداروں کو قادیانیت کے مراکز بنانے کی مذموم کوشش کی، یہی وہ ملعون تھا جس نے قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم کی نماز جنازہ نہیں پڑھی، صحافیوں نے استفسار کیا تو جواب دیا کہ مجھے مسلمان ملک کا کافر وزیر یا کافر ملک کا مسلمان وزیر سمجھا جائے۔ یقیناً اس نے اپنی ذات کو مسلم اور اسلامیان پاکستان اور قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم کو کافر گردانا، کہ ایک مسلمان کافر کی نماز جنازہ میں کیسے شریک ہوسکتا ہے۔

مرزا بشیر الدین محمود، چوہدری ظفر اللہ خان کی انہی سازشوں اور ہتھکنڈوں کی بدولت ۱۹۵۳ء میں ختم نبوت کی تحریک چلی، اسلامیان پاکستان نے حکومت وقت سے متفقہ طور پر تین مطالبات کئے:

(۱) قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

(۲) چوہدری ظفر اللہ خان کو وزارت خارجہ کے عہدہ سے برطرف کیا جائے۔

(۳) ملک عزیز پاکستان کے اہم اور حساس عہدوں سے قادیانیوں کو برطرف کیا جائے۔

حکومت اور قادیانیت گٹھ جوڑ نے مطالبات تسلیم کرنے کے بجائے تشدد کا راستہ اختیار کیا۔ قادیانیوں نے حکومتی صفوں میں گھس کر دس ہزار مسلمان شہید کرائے، ایک لاکھ مسلمان گرفتار ہوئے، جبکہ دس لاکھ افراد متاثر ہوئے، مرزا بشیر الدین محمود کی ہرزہ سرائیاں، ظفر اللہ کا بھیانک اور پاکستان دشمنی پر مبنی کردار، ۱۹۵۳ء میں مسلمانوں کا شہید ہونا یہ سب قادیانیت کا ایک مکروہ دھندہ تھا۔ اسلام اور پاکستان کے خلاف مسلسل قادیانی سازشیں جاری رہیں۔

پاکستان کے پہلے وزیر اعظم خان لیاقت علی خان کے قتل کی سازش قادیانیوں نے تیار کی، جنہیں راولپنڈی لیاقت باغ میں ایک جرمن قادیانی کنزے نے قتل کیا۔

(روزنامہ جنگ لاہور، ۹؍مارچ ۱۹۸۶ء)

بغداد میں ۱۹۱۸ء میں جب انگریزوں کا تسلط ہوا، مسلمانوں کا قتل عام ہوا، انہیں خاک و خون میں تڑپایا گیا۔ قادیانیوں نے قادیان میں چراغاں کرکے خوشیاں منائی۔

(الفضل ۳؍دسمبر ۱۹۱۸ء)

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے پاکستان کے ایٹمی راز دشمن ملک کو فراہم کئے، اسی ملعون نے پاکستان کو لعنتی ملک قرار دیا۔

(ہفت روزہ چٹان لاہور، شمارہ ۲۲، جون ۱۹۸۶ء)

۲۲؍مئی ۱۹۷۴ء ملتان نشتر میڈیکل کالج کے طلبا کی چناب نگر ریلوے اسٹیشن پر مڈبھیڑ۔ ۲۹؍مئی ۱۹۷۴ء کو اسی اسٹیشن چناب نگر پر انہی ملتان نشتر میڈیکل کالج کے طلبا پر یلغار، ہنگامہ آرائی، تحریک کا آغاز ہوا۔ چنانچہ تین ماہ کی مسلسل جدوجہد کے بعد ۹۰ سالہ محنت رنگ لائی، نیشنل اسمبلی آف پاکستان نے قرار دیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

مغربی ممالک نے ہر دور میں قادیانیت کی سرپرستی کرتے ہوئے کوشش کی کہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے قوانین کو ختم کیا جائے۔

پرویز مشرف حکومت میں پاسپورٹ سے مذہب کے خانہ کو ختم کرنا، اور ووٹر فارم سے ختم نبوت کے حلف نامہ کی منسوخی، پھر عالمی مجلس کی بھرپور تحریک پر اس کو بحال کرنا، مئی ۲۰۰۴ء میں حدود آرڈی نینس اور تحفظ ناموس رسالت کے قوانین میں ترمیم کرنا، توہین رسالت کی سزا، سزائے موت کو عمر قید یا ۱۰ سال میں تبدیل کرنے کی کوششیں کرنا، پرویز مشرف کا ۲۰۰۴ء میں دورہ امریکا کے موقع پر واشنگٹن میں سکہ بند قادیانی ڈاکٹر مبشر احمد کی نجی دعوت میں شرکت کرنا، سی پی آر کا چیئرمین دوالیال ضلع چکوال کے ملک ریاض سکہ بند قادیانی کو متعین کرنا، نادرا کا ڈائریکٹر جنرل اکاؤنٹس ایک قادیانی کو مقرر کرنا، امتناع قادیانیت آرڈی نینس میں تبدیلی یہ سب ہتھکنڈے مغربی آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے جاری رہے۔

جناب آصف علی زرداری کے دور حکومت میں سلمان تاثیر کا ناموس رسالت کے قانون کو کالا قانون قرار دینا، ختم نبوت و ناموس رسالت کے قوانین کے خاتمہ کے لئے پارلیمنٹ اور سینیٹ میں بل پیش کرنا، قبولِ اسلام پر من پسند قوانین کا اجرا کرنا، میاں نواز شریف کے دور میں قادیانیوں کو سپورٹ کرنا، ممتاز قادری کو پھانسی دینا، قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد کے شعبۂ فزکس کو ملعون قادیانی عبدالسلام کے نام منسوب کرنے کی کوشش کرنا، چناب نگر کے تعلیمی اداروں کو قادیانیوں کے حوالہ کرنے کی سازشیں، ابوبکر خدا بخش جو کہ متعصب، جنونی قادیانی کو حساس عہدوں پر براجمان کرنا، چکوال میں میلاد النبی کی ریلی پر قادیانیوں کا فائرنگ کرنا اور بجائے قادیانیوں کے مسلمانوں کے خلاف ایف آئی آر درج کرنے جیسے واقعات سے قادیانیت نوازی عروج پر رہی، سابقہ حکومتوں نے ختم نبوت و ناموس رسالت کے قوانین کے خلاف سازشیں جاری رکھیں، لیکن اسلامیانِ پاکستان نے اجتماعیت اور وحدت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ختم نبوت و ناموس رسالت کی سازشوں کا مقابلہ کیا، اور حکمرانوں کے ایجنڈوں کے سامنے سد سکندری بن گئے۔

اس کے بعد مغربی دنیا نے اپنے ایجنڈوں کی تکمیل خصوصاً ختم نبوت اور ناموس رسالت کے قوانین کو ختم کرنے کے لئے عمران خان کو اپنا مرکز ومحور بنایا، عمران خان کی قادیانیت اور اسلام سے متعلق کیا ذہنیت تھی؟ مندرجہ ذیل واقعات سے اندازہ لگالیجئے۔

(۱) قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا مسرور نے ۲۰۱۳ء کے الیکشن سے قبل تحریک انصاف لندن کے وفد سے دوران ملاقات یہ انکشاف کیا کہ جب عمران خان نے تحریک انصاف بنائی تو اس وقت میں (مرزا مسرور) پاکستان میں قادیانیوں کا ہیڈ تھا تو عمران خان نے ایک صاحب کو میرے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ الیکشن میں تحریک انصاف کے ساتھ تعاون کیا جائے، ہم اسمبلی میں پہنچ کر تمہیں حقوق دلوائیں گے، تمہارے متعلق ۱۹۷۴ء کے فیصلے (قادیانی غیر مسلم اقلیت ہیں) کو ختم کیا جائے گا، آج تک تحریک انصاف نے مرزا مسرور کے اس انکشاف کا جواب نہیں دیا۔

(۲) ۲۰۱۳ء کے الیکشن میں بھی لندن تحریک انصاف کی نادیہ رمضان چوہدری نے اپنے وفد کے ہمراہ مرزا مسرور سے ملاقات کر کے پاکستان ۲۰۱۳ء کے الیکشن میں ووٹ کی بھیک مانگی، اور کہا کہ قادیانی جماعت آزادی، انصاف جیسے نعروں کے اعتبار سے تحریک انصاف سے مطابقت رکھتی ہے، تحریک انصاف اور قادیانی جماعت کی ملاقاتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ملتان میں پریس کانفرنس کر کے عوام الناس سے اپیل کی تھی کہ تحریک انصاف کو ووٹ نہ دیا جائے ورنہ امت مسلمہ ایک اور آزمائش سے دوچار ہوگی، اس کی مکمل تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

(روزنامہ اسلام ملتان ۵، ۷ رمئی ۲۰۱۳ء)

۲۰۱۳ء میں تحریک انصاف واضح اکثریت حاصل نہ کر سکی، مگر ۲۰۱۸ء کے الیکشن میں اپنی حکومت بنانے میں کامیاب ہوگئی، حکومت سنبھالتے ہی وہی ہوا جس کا خدشہ تھا۔

(۳) برطانیہ میں مرزا مسرور کی سربراہی میں قادیانیوں کا سالانہ جلسہ ہوا، جس میں برطانیہ کے ایک وزیر نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ عمران خان صاحب! آپ اقتدار میں آگئے ہیں اب ان وعدوں کو پورا کرنے کا وقت آگیا ہے جو آپ نے قادیانی کمیونٹی سے کئے تھے۔

(۴) عمران خان صاحب نے جب وزارت عظمیٰ کا حلف اٹھایا تو موصوف ''خاتم النبیین'' کا لفظ زبان سے ادا نہ کر سکے، شاید زبان نے دل کا ساتھ نہ دیا ہو۔

(۵) حکومت سنبھالتے ہی ایک سکہ بند قادیانی میاں عاطف کو اقتصادی کونسل کا ممبر بنانے کی ناپاک کوشش کی۔ عاطف قادیانی مرزا مسرور کا مالیاتی مشیر، لندن قادیانی مرکز کا مالیاتی نگران اور افریقہ میں قادیانی مشن کا سربراہ ہے۔

(۶) ۲۲ رجنوری انگریزی اخبار بزنس ریکارڈر کی خبر کے مطابق یورپی یونین کے وفد نے حکومت پاکستان سے ملاقات کی، جس میں امداد کو ملعونہ آسیہ کی رہائی سے مشروط کیا۔

(۷) دنیا نے دیکھا ہمارے بے ضمیر حکمرانوں نے چند ٹکوں کی خاطر بین الاقوامی دباؤ میں عدالتی سزا یافتہ ملعونہ آسیہ کو باعزت بری کیا جبکہ ملعونہ کو سیشن کورٹ، ہائی کورٹ سزا سنا چکی تھی اور آسیہ کی رہائی پر زیادہ خوشی ہالینڈ کا ملعون بدترین گستاخ رسول گیرٹ ویلڈر نے خوشی منائی جبکہ پوری امت مسلمہ خون کے آنسو روئی۔

(۸) قادیانیوں کے پاکستان سے قادیان جانے کے لئے کرتار پور بارڈر کھولا گیا، نام سکھوں کا استعمال ہوا، کرتار پور بارڈر کے افتتاح پر انڈیا کا ایک مسخرہ نوجوت سنگھ سدھو بھی آیا،

سدھو قادیانیوں کا پرزور حامی ہے، اسی سدھو نے قادیانیوں کے قادیان جلسہ میں مرزا غلام قادیانی کی تعریف میں آسمان اور زمین کے قلابے ملائے، یہ راستہ کھول کر قادیانیوں کو موقع فراہم کیا گیا تاکہ قادیانی آمدورفت میں آزاد ہو کر ملک کے خلاف سازشیں کر سکیں۔

(۸) اس حکومت نے اسرائیل جیسے اسلام دشمن ملک کو تسلیم کرنے کے لئے پارلیمنٹ اور چینل پر اپنے فلسفے پیش کیے۔ اسرائیل مسلمانوں کا ازلی دشمن ہے، ایک یہودی پروفیسر آئی آئی نومائی نے اپنی کتاب ’’اسرائیل اے پروفائل صفحہ نمبر ۷۵‘‘ میں انکشاف کیا کہ اسرائیل میں چھ سو قادیانی اسرائیل کی فوج میں بھرتی ہیں جو مسلمانوں پر ظلم وستم کے اعتبار سے ہلاکو خان اور چنگیز خان سے دو ہاتھ آگے ہیں۔

نوائے وقت ۲۲/نومبر ۱۹۸۵ء کے اخبار میں فرنٹ پیج پر تصویر شائع ہوئی، جس میں اسرائیل میں سبکدوش ہونے والے قادیانی سربراہ شریف امینی نئے قادیانی سربراہ ایم حمید کا تعارف اسرائیلی صدر سے کرا رہا ہے اور قادیانیوں کو اسرئیل میں دفتر کے قیام اور تبلیغ کی کھلی آزادی پر صدر کا شکریہ ادا کر رہا ہے۔

(۹) خیبر پختونخواں اور پنجاب کے اسکولز کے نصاب سے ختم نبوت کے اسباق میں ردوبدل کرنے کی کوشش کی گئی تاہم مسلمانوں کے احتجاج نے ان کی مذموم سازش کو ناکام بنادیا۔

(۱۰) فواد چوہدری نے مختلف مواقع پر قادیانیت سے متعلق اپنے خبث باطن کا اظہار کیا۔

(۱۱) سرگودھا، پنجاب کا رہائشی عبدالشکور قادیانی کو توہین آمیز کتب کی اشاعت پر سزا ہوئی، مگر اسے بھی ملعونہ آسیہ کی طرح عدالتی سزا یافتہ ہونے کے باوجود باعزت رہا کیا گیا، صرف رہا نہیں بلکہ پاکستان سے امریکی سفارت خانہ اور وہاں سے امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے قدموں تک ایک گستاخ کو رسائی دی گئی تاکہ عمران خان کے دورہ سے قبل قادیانیوں کے لئے موثر آواز بلند کی جائے۔ افسوس عبدالشکور قادیانی نے پاکستانی پارلیمنٹ کے متفقہ فیصلہ کے خلاف ہرزہ سرائی کی مگر موجودہ حکومت نے اس کے خلاف لب کشائی کرنے کی زحمت تک نہ کی، بلکہ اس کے برعکس عمران خان نے امریکا میں انٹرویو دیتے ہوئے ملعونہ آسیہ کے حق اور مسلمانوں کے خلاف گفتگو کرکے اسلامیان پاکستان کے زخموں پر نمک چھڑکا۔

(۱۲) عمران خان کا صحابہ کرامؓ کو ڈرپوک کہنا، صحابہ کرامؓ کے متعلق لوٹ مار جیسے الفاظ استعمال کرنا۔ حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کے متعلق کہنا کہ تاریخ میں ان کا ذکر نہیں ہے، جیسی گفتگو نے مسلمانوں کے جذبات مجروح کیے۔

(۱۳) گزشتہ ربیع الاول میں عمران خان نے اعلان کیا کہ ہم بارہ ربیع الاول کو انٹرنیشنل ختم نبوت کانفرنس منعقد کریں گے، کچھ دن بعد اعلان کیا کہ رحمۃ اللعالمین کانفرنس منعقد کریں گے۔ عنوان پر کوئی اعتراض نہیں، اعتراض تبدیلی پر ہے کہ ختم نبوت کا عنوان کس کے کہنے پر تبدیل ہوا؟

کیا وجہ ہے کہ اس حکومت کے آتے ہی قادیانی نیٹ ورک متحرک اور خوشیاں منا رہا ہے اور خود قادیانی سربراہ مرزا مسرور اس کا اعتراف کر چکا ہے کہ اس حکومت کے آنے کے بعد ہمیں سکھ اور چین ملا ہے اور اس حکومت سے توقعات وابستہ ہوئی ہیں ان جیسے مذکورہ بالا تمام واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلامیانِ پاکستان بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہماری موجودہ حکومت اپنے یورپی آقاؤں کو خوش کرنے اور قادیانیت نوازی کے لئے کس حد تک آگے جا چکی ہے؟ موجودہ حکومت سابقہ حکمرانوں کے انجام بد اور ذلت سے عبرت حاصل کرے، ورنہ تاریخ میں تمہارا نام ونشان بھی نہیں ملے گا، اسلامیان پاکستان اور عاشقان مصطفیٰ نے کل بھی ختم نبوت و ناموس رسالت، اسلامی شعائر کی حفاظت کی، ان شاء اللہ! حال ومستقبل میں یکجان ہو کر تمام سازشوں کا بھرپور مقابلہ کرتے ہوئے ختم نبوت و ناموس رسالت کی حفاظت کریں گے۔ ☆☆☆

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

قادیانی مسئلہ اور صدر ٹرمپ

چند روز قبل امریکا کے صدر جناب ٹرمپ کے ساتھ ایک قادیانی وفد کی ملاقات کی خبر سے قادیانی مسئلہ ایک نیا رخ اختیار کر گیا ہے، بتایا جاتا ہے کہ قادیانی وفد نے امریکی صدر سے شکایت کی ہے کہ پاکستان میں انہیں مسلمان تسلیم نہیں کیا جاتا اس کے جواب میں صدر امریکا نے کیا کہا اس کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا مگر اس کے بارے میں سوشل میڈیا پر جو بحث وتمحیص کا سلسلہ از سرنو شروع ہو گیا ہے وہ بہرحال توجہ طلب ہے۔

اس حوالہ سے بنیادی سوال یہ ہے کہ یہ شکایت صدر امریکا کے سامنے پیش کرنے کا مقصد کیا ہے اور کیا دنیا کے کسی ملک میں کسی فرد یا گروہ کو مسلمان قرار دینے کا فیصلہ صدر امریکا نے کرنا ہے؟ یا ان کے پاس کوئی اتھارٹی ہے کہ وہ اس بات کا فیصلہ کریں کہ دنیا کے کون سے ملک میں کس گروہ کو مسلمان تسلیم کر لینا چاہئے۔ کسی فرد، طبقہ یا گروہ کو مسلمان تسلیم کرنا یا غیر مسلم قرار دینا ایک مذہبی مسئلہ ہے جس میں فیصلہ کی اتھارٹی مسلّمہ مذہبی قیادت ہی ہوتی ہے، چنانچہ عالم اسلام کے تمام مذہبی مکاتب فکر نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج اور مسلمانوں سے الگ ایک نئے مذہب کا پیروکار قرار دیا ہوا ہے اور پاکستان میں تمام علمی اور دینی مراکز اس فیصلہ سے متفق ہیں۔

البتہ کسی گروہ کے معاشرتی اسٹیٹس اور سماجی درجہ کا تعین اس ملک کی پارلیمنٹ کرتی ہے یا عدالت عظمیٰ بوقت ضرورت فیصلہ صادر کرتی ہے، جیسا کہ پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ اور عدالت عظمیٰ

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

دونوں نے تمام مکاتب فکر کی مذہبی قیادت کے اس اجماعی فیصلہ کو تسلیم کرتے ہوئے قادیانیوں کو دوسری غیر مسلم اقلیتوں کی طرح ایک اقلیت کا درجہ دے رکھا ہے اور ملک بھر کی سول سوسائٹی بھی اس میں پارلیمنٹ، عدالت عظمیٰ اور مذہبی قیادت کے ساتھ ہے۔ اب ان چاروں مجاز اداروں کے فیصلہ کے بعد کسی شخصیت، ادارے یا گروہ کا کیا حق باقی رہ جاتا ہے کہ وہ اس سے الگ کوئی فیصلہ کرے۔

مجھے نہیں معلوم کہ صدر ٹرمپ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں یا کیا کرتے ہیں لیکن میں ان کے سامنے یہ بات مثال کے طور پر پیش کرنا چاہوں گا کہ خود امریکا کو اسی نوعیت کا مسئلہ درپیش ہے کہ اب سے دو صدیاں قبل ایک امریکی پادری جوزف اسمتھ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ اس پر ایک کتاب نازل ہوئی ہے جسے اس نے بائبل کا حصہ قرار دیا اور مبینہ طور پر وہ کتاب لے کر آنے والے فرشتہ کے نام پر اس فرقہ کا نام ”مورمن“ رکھا۔ یہ مورمنز امریکا میں لاکھوں کی تعداد میں آباد ہیں، بڑی منظم اور مالدار کمیونٹی شمار ہوتی ہے اور نئی وحی اور کتاب کے عنوان سے دوسرے عیسائیوں سے مختلف عقائد رکھتی ہے مگر عیسائیت کے تینوں بڑے فرقوں کیتھولک، پروٹسٹنٹ اور آرتھوڈکس میں سے کوئی بھی انہیں اپنا حصہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے اور وہ ان سب سے الگ تھلگ ایک نئے مذہب کے پیروکار شمار کیے جاتے ہیں۔ ان کے معاشرتی اور سماجی اسٹیٹس کا مسئلہ امریکا کے سیکولر دستور کے حوالہ سے یقیناً وہاں کی منتخب

ABS
ESTD 1880
سو سال سے زائد بہترین خدمت
ABDULLAH BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

پارلیمنٹ یا عدالت عظمیٰ کے دائرہ اختیار میں ہوگا مگر انہیں مسیحی تسلیم کرنا یا مسیحیت سے الگ ایک نیا مذہب قرار دینا بہرحال مذہبی قیادتوں کا کام ہے اور اس بارے میں فائنل اتھارٹی انہی کے پاس ہے۔ مجھ سے ایک بار امریکہ ہی کے ایک شہر ہیوسٹن کے ایک نشریاتی پروگرام میں ایک مسیحی مذہبی رہنما نے سوال کیا تھا کہ آپ لوگ احمدیوں کو مسلمان تسلیم کیوں نہیں کرتے حالانکہ وہ قرآن کریم اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں، تو میں نے ان سے سوال کردیا کہ کیا آپ مورمنز کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل مقدس پر ایمان کے باوجود مسیحی تسلیم کرتے ہیں؟ اور کیا ویٹی کن سٹی اس گروہ کو رکنیت دینے کے لئے تیار ہے؟ انہوں نے جواب نفی میں دیا تو میں نے عرض کیا کہ ہم بھی اسی بنیاد پر قادیانیوں کو مسلم امت کا حصہ تسلیم نہیں کرتے، اس پر انہوں نے خاموشی اختیار کرلی۔ اس لئے اصولی گزارش ہے کہ اس سوال کو صدر ٹرمپ کے پاس لے جانے میں کوئی معقولیت نہیں ہے، یہ اتھارٹی انہیں تو حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی کو مسلمان یا غیر مسلم بلکہ مسیحی اور غیر مسیحی قرار دینے کا فیصلہ کریں۔

میں نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے حوالہ سے تین مجاز اداروں کا ذکر کیا ہے کہ مسلمہ مذہبی قیادتیں یہ فیصلہ دے چکی ہیں، پارلیمنٹ کئی بار یہ فیصلہ کر چکی ہے، عدالت عظمیٰ کا فیصلہ اس سلسلہ میں دوٹوک اور واضح ہے، جبکہ سول سوسائٹی بھی مکمل طور پر اس متفقہ موقف اور فیصلے سے متفق ہے۔ اس لئے قادیانیوں کو ان فیصلوں کو چیلنج کرنے اور ان کے خلاف دنیا بھر میں لابنگ اور پروپیگنڈا کی مہم کا حق حاصل نہیں ہے کیونکہ یہ بات دستور سے انحراف اور ملک سے بغاوت کے دائرے میں آتی ہے۔ اور دنیا بھر کے اداروں اور جماعتوں سے بھی گزارش ہے کہ وہ پاکستان کے قومی فیصلہ کا احترام کریں، اگر ان کی عدالتوں اور منتخب ایوانوں کے فیصلے قابل احترام ہیں تو پاکستان کی پارلیمنٹ اور عدالتوں کے فیصلے بھی قابل احترام ہیں۔ تعجب کی بات ہے کہ امریکا عافیہ صدیقی کے مسئلہ پر صرف اس لئے کوئی بات سننے کو تیار نہیں ہے کہ یہ وہاں کی عدالت کا فیصلہ ہے، تو اسے پاکستان کی عدالت عظمیٰ کے فیصلہ کو بھی تسلیم کرنا چاہئے اور اگر مغرب کا کوئی ملک اپنی پارلیمنٹ کے کسی فیصلہ کا اس لئے دفاع کرنا اپنا حق سمجھتا ہے کہ اس کی منتخب اسمبلی کا فیصلہ ہے تو پاکستانی قوم کو بھی یہ حق ہے کہ وہ اپنی منتخب اسمبلیوں کے فیصلہ کا دفاع کرے اور ان کے خلاف کوئی بات سننے سے انکار کردے۔

(روزنامہ اسلام لاہور، ۲؍اگست ۲۰۱۹ء)

حیدرآباد میں ختم نبوت کانفرنس ۴؍اکتوبر کو میانی روڈ میں ہوگی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد کے زیراہتمام علماء کرام کا اہم اجلاس

حیدرآباد (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد کے زیراہتمام شہر کے علماء کرام کا ایک اہم اجلاس چراغ مسجد میانی روڈ میں ہوا۔ جس کی صدارت مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے کی۔ مولانا قاضی احسان احمد، مولانا توصیف احمد نے شرکاء اجلاس کو بریفنگ دیتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت وناموس رسالت ایمان کی بنیاد ہے، جس کی حفاظت امت مسلمہ کا مشترکہ فریضہ ہے، منکرین ختم نبوت امت مسلمہ کے اساسی عقیدہ پر حملہ آور ہیں، مغربی ممالک نے قادیانیوں کے ذریعے ختم نبوت و ناموس رسالت کے خلاف سازشیں جاری رکھی ہوئی ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان اپنے یوم تاسیس سے لے کر آج تک اتحاد امت کا مظہر بن کر تحفظ ختم نبوت و ناموس رسالت کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔ مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ موجودہ حالات کے پیش نظر عالمی مجلس نے حیدرآباد میں تاریخ ساز ختم نبوت کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے، جو ان شاء اللہ! ۴؍اکتوبر جمعہ بعد مغرب میانی روڈ، ٹاور مارکیٹ حیدرآباد میں منعقد ہوگی، جس سے قاری محمد حنیف جالندھری، مولانا اللہ وسایا، سابق سینیٹر مولانا حافظ حمد اللہ، مولانا عبدالمجیب قریشی، مولانا ناصر محمود سومرو، مولانا رفیق جامی جیسے نامور اکابرین خطاب فرمائیں گے۔ اجلاس میں تمام شرکاء نے فیصلہ کیا کہ کانفرنس کی تشہیر اور دعوت بھرپور انداز میں چلائی جائے گی۔ ماہ ستمبر میں پروگرامز منعقد کیے جائیں گے، جبکہ ۶؍ستمبر جمعہ کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر روشنی ڈالی جائے گی، اجلاس میں مولانا عبدالسلام قریشی، مولانا تاج محمد ناہیوں، مولانا سیف الرحمن، مفتی محمد عرفان، قاری عبدالرشید ودیگر کئی علماء کرام نے شرکت کی۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

تبلیغی ودعوتی اسفار

گزشتہ سے پیوستہ

مدرسہ تعلیم الاسلام بازارگی میں حاضری:
مدرسہ کا آغاز ۲۰۰۸ء میں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے فاضل مولانا خیرالامین حقانی نے کیا، حفظ وناظرہ کے سلسلہ سے ابتدا کی۔

۲۰۱۲-۱۳ء میں باقاعدہ درس نظامی کا آغاز ہوا۔ اعدادیہ سے ثالثہ تک ۳۵ طلبا علوم نبوت کی تعلیم میں مصروف ہیں۔ مزید برآں حفظ وناظرہ میں ۱۵۰ سے زائد طلبا زیر تعلیم ہیں۔ مولانا خیرالامین حقانی مدظلہ کی دعوت پر مدرسہ میں حاضری ہوئی۔

خیبرپختونخواہ کے مدارس توکلاً علی اللہ چل رہے ہیں۔ اساتذہ کرام کی تنخواہیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ مدرسہ کا کوئی تعارف، گوشوارہ اور روداد شائع نہیں ہوتی۔

زیدہ میں جلسہ: زیدہ ضلع صوابی کسی زمانہ میں قادیانیت کا مرکز رہا ہے۔ مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور دوسرے علماء کرام کی مساعی جمیلہ سے قادیانیت ذلیل و رسوا ہوئی۔ الحمدللہ! اب یہ ختم نبوت کا مرکز ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مردان کے ضلعی امیر مولانا قاری اکرام الحق مدظلہ، زیدہ کے رہنے والے ہیں۔ زیدہ میں ظہر کی نماز سے قبل جلسہ کا آغاز ہوا، جب راقم اپنے رفقاء گرامی کے ساتھ زیدہ پہنچا تو مولانا اعزازالحق مدظلہ کی صدارت میں جلسہ شروع تھا اور مولانا قاری اکرام الحق مدظلہ گرج برس رہے تھے۔ راقم کو دیکھ کر انہوں نے اپنا خطاب جلد ختم کردیا۔ تلاوت ونعت کے بعد راقم کو دعوت دی گئی، راقم نے مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور ان کے رفقاء کی علاقہ میں خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔

عصر کی نماز کے بعد پروگرام منعقد ہوا۔ تلاوت ونعت کے بعد راقم کا عقیدۂ ختم نبوت کے حوالہ سے تفصیلی بیان ہوا جو مغرب سے چند منٹ پہلے ختم ہوا۔ گندری رسال پور نوشہرہ بعد نماز مغرب جلسہ ہوا۔ نوشہرہ سے قاری محمد شیراز اور مولانا عابد کمال نے بیان کیا اور آخری بیان راقم کا ہوا۔

یکم سے ۷؍جولائی تک ہونے والے پروگراموں میں چاچا عنایت اللہ، مولانا عابد کمال پشاور، مولانا عبدالوہاب، مولانا نجیب الاسلام چارسدہ، مولانا ندیم احمد حقانی، قاری محمد اصغر، سیّد واصف شاہ کی رفاقت ومعیت حاصل رہی۔

مدارس میں طلبا و اساتذہ کرام سے خطاب کے مواقع نصیب ہوئے اور مساجد میں بڑے بڑے اجتماعات منعقد ہوئے۔ بعض اجتماعات میں فرزند مفتی محمودؒ مولانا عطاء الرحمٰن سینیٹر کی سرپرستی و رفاقت حاصل رہی۔ ۷؍جولائی عشاء کی نماز کے بعد مدرسہ کرے شاہ میں آرام کیا اور ۸؍جولائی کی صبح کو اگلے پروگرام پر لاہور کی طرف روانگی ہوئی۔

جامعہ فاروقیہ سیالکوٹ میں ختم نبوت کورس: جامعہ فاروقیہ چوک امام صاحبؒ کے بانی فاضل دیوبند مولانا محمد اسماعیل قاسمی تھے۔ موصوف نے ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی تحریک میں مولانا محمد علی کاندھلویؒ، مولانا علامہ خالد محمود مدظلہ، پیر بشیر احمد شاہ و دیگر احرار کارکنوں کے ساتھ مل کر قائدانہ کردار ادا کیا۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں قید و بند کی صعوبتوں کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیا اور ختم نبوت کے عظیم الشان پرچم کو سرنگوں نہ ہونے دیا۔ آپ ۱۳؍مئی ۱۹۷۷ء میں اس دارفانی سے کوچ فرماگئے۔ آپ کے بعد آپ کے فرزند ارجمند مولانا محمد انذر قاسمی شہیدؒ نے آپ کی مسند کو سنبھالا اور خوب سنبھالا۔ موصوف ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں اپنے والد کے زیرسایہ اور ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں بھٹو آمریت کے مظالم کے مقابلے میں ڈٹ گئے۔

۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت تو چلی ہی سیالکوٹ سے تھی۔ آپ نے پیر بشیر احمد شاہ اور دوسرے رفقاء کے ساتھ مل کر تحریک میں بھرپور کردار ادا کیا اور مارشل لاء کے اصول وضوابط کو خاطر میں نہ لائے اور جامعہ فاروقیہ تحریک کا مرکز رہا۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ خان محمدؒ، مولانا مفتی مختار احمد نعیمی خطیب جامع مسجد ڈوبگہ باغ سیالکوٹ کی قیادت میں چلائی گئی۔ مولانا انذر قاسمی ۲۹؍جنوری ۱۹۹۵ء کو اندھی گولی کی نذر ہوکر جام شہادت نوش فرماگئے۔ آپ کے فرزند ارجمند مولانا حماد انذر مدرسہ کا نظم سنبھالے ہوئے ہیں۔

جامعہ فاروقیہ سیالکوٹ میں ختم نبوت

کورس ۱۹، ۲۰؍جولائی کو منعقد ہوا، جس میں سینکڑوں علماء کرام طلبا اور شہریوں نے شرکت کی۔ ۱۹؍جولائی کو مولانا غلام مرتضیٰ ڈسکہ نے حیات عیسیٰ علیہ السلام پر فاضلانہ لیکچر دیا، جبکہ ۲۰؍جولائی کو محمد اسماعیل شجاع آبادی نے عقیدۂ ختم نبوت، قرآن وسنت اور اجماع امت کی روشنی میں اور اوصاف نبوت کے عنوان پر سبق پڑھایا۔

کورس کی نگرانی پیر شبیر احمد گیلانی، قاری مصدق قاسمی نے کی، جبکہ انتظامات مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا حماد انذر قاسمی اور مفتی داؤد احمد اور دیگر ذمہ داران جماعت نے کیے۔

مانگا منڈی لاہور میں ختم نبوت کورس

مدرسہ قاسم العلوم مانگا منڈی میں ۲۰، ۲۱؍جولائی کو عصر سے عشاء تک ختم نبوت کورس منعقد ہوا، جس کی صدارت مولانا پیر محمد حسین ناصر نے کی۔ ۲۰؍جولائی کو مولانا قاری عبدالعزیز، مولانا عبدالنعیم نے ختم نبوت کے عنوان پر اسباق پڑھائے، جبکہ ۲۱؍جولائی کو مولانا عبدالنعیم اور محمد اسماعیل شجاع آبادی نے امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور دجال کے ظہور اور مرزا قادیانی کے دعاوی پر اور ان

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی بہاولنگر کے دورے پر

بہاولنگر (مولانا محمد قاسم رحمانی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ضلع بہاولنگر کے تین روزہ دورہ پر ۹؍جولائی کو بخشن خان مدرسہ اشرف العلوم میں تشریف لائے۔ مدرسہ اشرف العلوم کے بانی مولانا رشید احمد رشیدیؒ تھے جو جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے فاضل تھے۔ جامعہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تقریباً بیس سال تک نائب امیر رہے۔ موصوف نے اپنے استاذ کی حسنات کو اپنانے اور سمیٹنے کی خوب کوشش کی، بخشن خان کا مدرسہ اشرف العلوم آپ کی حسین یادگار ہے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے بھائی مولانا مسعود احمد مدرسہ کا اہتمام سنبھالے ہوئے ہیں۔ ۹؍جولائی کو مغرب سے عشاء تک تبلیغی واصلاحی پروگرام ہوا۔ استاذ محترم مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ نے عقیدۂ ختم نبوت پر تفصیلی بیان کیا۔

مولانا بشیر احمد شادکی عیادت: مولانا بشیر احمد شاد مدظلہ پرانے جماعتی ساتھی ہیں۔ حضرت مولانا سمیع الحق کی جمعیت کے نائب امیر ہیں۔ مجلس کے قدردانوں میں سے ہیں، پچھلے دنوں شوگر کی وجہ سے ان کے پاؤں کا آپریشن ہوا تو ان کی عیادت کے لئے ان کے قائم کردہ مدرسہ جامعہ محمودیہ چشتیاں میں حاضری ہوئی۔

جامعہ حمادیہ مروٹ: جامعہ کے قاری محمد اکرم مدظلہ متحرک جماعتی راہنما ہیں۔ وقتاً فوقتاً مجلس کے مبلغین کو دعوت وتبلیغ کے لئے بلاتے رہتے ہیں تو ان کی دعوت پر ۱۰؍جولائی کو مولانا شادکی عیادت سے فارغ ہوکر مروٹ کا سفر کیا۔ اسی روز مغرب کی نماز کے بعد چک نمبر ۳۲۷ میں استاذ محترم کا بیان ہوا اور عشاء کی نماز کے بعد چک نمبر ۳۲۰ کی مسجد میں استاذ محترم کا بیان ہوا۔ مسجد کے امام وخطیب مولانا عبدالوحید جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے فاضل ہیں اور اسی چک کے ہمارے میزبان مولانا وسیم احمد بھی باب العلوم کہروڑپکا کے فاضل استاذ محترم حضرت مولانا شیخ حبیب احمد مدظلہ کے خصوصی شاگردوں میں سے ہیں، ہمارا رات کا قیام وآرام مولانا محمد وسیم کے ڈیرہ پر رہا، جبکہ استاذ محترم مولانا شجاع آبادی مدظلہ کا چک نمبر ۳۲۷ میں جناب ڈاکٹر محمد ایوب چوہدری کے ہاں قیام رہا۔

چک نمبر ۳۱۵ میں جلسہ سیرت: چک نمبر ۳۱۵ کی جامع مسجد کے خطیب مولانا قاری محمد شریف بھی جامعہ باب العلوم کے فضلاء میں سے اور حضرت مولانا شیخ حبیب احمد مدظلہ کے خاص شاگردوں میں سے ہیں، انہوں نے جامع مسجد چک نمبر ۳۱۵ میں عشاء کی نماز کے بعد جلسہ کا اہتمام کیا۔ استاذیم مولانا شجاع آبادی مدظلہ کا تفصیلی بیان ہوا۔ رات کا آرام وقیام تھانے والی مسجد کے خطیب مولانا مفتی عبدالہادی فاضل جامعہ مخزن العلوم خان پور کی استدعا پر ۱۱، ۱۲؍جولائی کی درمیانی شب میں تھانے والی مسجد میں ہوا۔ ۱۲؍جولائی صبح کی نماز کے بعد استاذ محترم نے یہیں تفصیلی بیان فرمایا۔

جامعہ حمادیہ، جامع مسجد ختم نبوت: کے بانی قاری محمد منشاءؒ تھے، اب آپ کے جانشین قاری محمد اکرم مسجد ومدرسہ کا نظم سنبھالے ہوئے ہیں۔ نیز علاقہ میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے دن رات سرگرداں رہتے ہیں، محمد قاسم جب بھی اس علاقہ میں حاضر ہوتا ہے۔ میزبان قاری محمد اکرم ہوتے ہیں۔ انتہائی خوش دلی کے ساتھ عقیدۂ ختم نبوت کی پاسبانی کو فریضہ سمجھ کر ادا کرتے ہیں۔ ۱۲؍جولائی کے جمعۃ المبارک کا خطبہ استاذ محترم نے انہیں کی زیر تولیت جامع مسجد ختم نبوت میں دیا، جبکہ کاتب الحروف محمد قاسم رحمانی نے چک ۳۱۵ کی جامع مسجد میں دیا۔ تین دن کے لئے جامعہ قاسم العلوم فقیر والی میں ختم نبوت کورس کا اہتمام کیا گیا تھا، لیکن سرپرست جامعہ مولانا محمد قاسم قاسمی مدظلہ کی علالت ودیگر مصروفیات کی وجہ سے پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکا تو مولانا شجاع آبادی جمعہ سے فارغ ہوکر ملتان تشریف لے گئے۔

کے تقابل کے عنوان پر اسباق پڑھائے اور طلبا و شرکا کو نوٹس تیار کرائے۔

جامعہ فاروقیہ رائیونڈ میں دوروزہ ختم نبوت کورس

جامعہ فاروقیہ کی بنیاد حضرت سیّد نفیس الحسینیؒ، مولانا عبیداللہ المفتیؒ مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور، مولانا سیّد مختار الدین شاہ کربوغہ شریف کوہاٹ اور مولانا حکیم امجد حسن خانؒ نے ۱۹۹۹ء میں رکھی۔ موخرالذکر مہتمم و ناظم تجویز کئے گئے۔

جامعہ سے اس وقت تک سینکڑوں حفاظ و قرأ، حفظ قرآن کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ درجہ کتب میں ابتدائی درجات کی تعلیم کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ بانیٔ جامعہ طبیب تھے، انہوں نے طب کی تعلیم کا سلسلہ جاری فرمایا جواب تک جاری ہے، بانیٔ جامعہ کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا براُ حسن خان مہتمم بنائے گئے۔ جامعہ فاروقیہ میں ۲۲،۲۳ر جولائی کو دو روزہ ختم نبوت کورس منعقد ہوا، جس کا دورانیہ عصر تا عشاء تھا، مغرب کی نماز کے وقفہ سے ۲۲ر جولائی کو مولانا عزیزالرحمن ثانی، قاری عبدالعزیز نے ختم نبوت اور حیات عیسیٰ علیہ السلام کے عنوان پر لیکچر دیئے، جبکہ ۲۳ر جولائی کو عصر سے مغرب تک تلاوت و نعت کے بعد مولانا عبدالنعیم نے پروجیکٹر کے ذریعہ قادیانیت کے عقائد باطلہ کے تاروپود بکھیرے، جبکہ مغرب سے عشاء تک مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے امام مہدی کا ظہور، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر لیکچر دیا، جبکہ قاری علیم الدین شاکر نے آخر میں خطاب کیا۔

☆☆..................☆☆

پانچواں ختم نبوت انعام گھر مقابلہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لکی مروت ہر سال 14 اگست کو دینی مدارس، اسکول اور کالج کے طلبا کے درمیان ’’ختم نبوت انعام گھر‘‘ کے نام سے انعامی مقابلے کا اہتمام کرتا ہے لیکن اس 14 اگست عیدالاضحیٰ کے تیسرے دن کی وجہ سے 17 اگست بروز ہفتہ پانچواں ’’ختم نبوت انعام گھر‘‘ جامع مسجد مجیدی نورنگ میں منعقد کیا۔ اسکول، کالج اور دینی مدارس کے طلبا و طالبات ختم نبوت انعام گھر مقابلہ میں کثیر تعداد میں شریک ہوگئے، اس موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی ناظم اعلیٰ مولانا عبدالرحیم صاحب، ضلعی ناظم مفتی ضیاءاللہ صاحب، ضلعی ناظم مالیات مولانا محمد ابراہیم ادہمی، ناظم تبلیغ مولانا طیب طوفانی، ناظم دفتر مولانا ماسٹر عمر خان، ناظم اطلاعات صاحبزادہ امین اللہ جان، جمعیت علماء اسلام ضلع لکی مروت کے سابقہ جنرل سیکرٹری مولانا بشیر احمد حقانی صاحب، جامع مسجد اڈا کے خطیب مولانا عبدالحمید صاحب، پیر طریقت مولانا ظہور نقشبندی صاحب اور مولانا امجد طوفانی سمیت دیگر موجود تھے۔ ختم نبوت انعام گھر مقابلوں کے لئے ضلعی ناظم مالیات مولانا محمد ابراہیم ادہمی نے دینی مدارس، اسکول اور کالج کے طلبا کے لئے ختم نبوت کے موضوع پر چالیس سوالات و جوابات کا ایک پمفلٹ تحریر کیا ہے جو کہ تمام طلبا و طالبات میں پہلے سے ہی تقسیم کیا جا چکا تھا، 17 اگست صبح 8 بجے جامع مسجد مجیدی نورنگ میں بڑی تعداد میں طلبا و طالبات نے ختم نبوت انعام گھر میں شرکت کی اور سوالات و جوابات کا سلسلہ شروع کیا، ماشاءاللہ! تمام طلبا و طالبات نے خوب تیاری کی تھی اور جوش و جذبہ سے مقابلے میں حصہ لے رہے تھے۔ مقابلے کے اختتام پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت کی جانب سے اول آنے والے طالب علم محمد شاہان سکنہ تانچی آباد، دوم آنے والے دو طلبا محمد حذیفہ سکنہ کالا خان اور حسن خان سکنہ شیر علی کلہ جبکہ سوم آنے والے طالب علم ولی رحمن سکنہ کونگہ اطلس خان کو خصوصی انعامات جبکہ دیگر تمام شرکاء میں کتابیں تقسیم کی گئیں۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا ہے کہ ختم نبوت انعام گھر مقابلوں کا انعقاد کرنے کا مقصد نوجوان نسل کو پیغمبر اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کرنا ہے۔ موجودہ دور میں فتنۂ قادیانیت مسلمانوں میں بگاڑ پیدا کرنے کے لئے متحرک ہے، انہوں نے نوجوان نسل پر زور دیا کہ اسلامی تعلیمات سے روشناس ہونے کے لئے علما کرام کے ساتھ روابط رکھیں کیونکہ موجودہ دور میں قادیانی نوجوان نسل کو گمراہ کرنے کا کوئی بھی موقع ضائع نہیں کرتے ہیں۔

خبروں پر ایک نظر

حلقہ جمشید ٹاؤن میں جماعتی سرگرمیاں

کراچی (مولانا محمد رضوان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام پورے شہر میں ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے مساجد میں بیانات، اسکول و کالج میں لیکچرز اور ختم نبوت کورسز، ختم نبوت سیمینارز منعقد کیے گئے۔

جمشید ٹاؤن میں بھی جماعتی سرگرمیاں عروج پر رہیں۔ جماعتی کام کو منظم اور بہتر انداز میں کرنے کے لئے حضرات علماء وائمہ کرام کا ایک اجلاس جامعہ تعلیم القرآن والسنہ میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت مولانا قاضی احسان احمد نے کی۔ اجلاس میں مشاورت کے بعد مختلف پروگرامز ترتیب دیئے گئے۔ مثلاً تحفظ ختم نبوت سیمینار، مساجد میں کورس، جماعت کی رکنیت سازی کا اہتمام، شایان لان بلوچ کالونی میں عظیم الشان تحفظ ختم نبوت سیمینار منعقد کیا گیا، جس میں بزرگ رہنما مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی مدظلہ، معروف مذہبی اسکالر مفتی محمد زبیر حق نواز مدظلہ، پیر طریقت حضرت حافظ عبدالقیوم نعمانی مدظلہ کے علاوہ کثیر تعداد میں حضرات علماء کرام، اسکول ٹیچرز، تاجر حضرات اور خواتین کی بڑی تعداد (باپردہ) نے شرکت کی۔

سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے مفتی محمد زبیر نے کہا کہ آج نئی نسل کو اس عقیدہ سے متعلق آگاہی بہت ضروری ہے خصوصاً اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیز کے طلبا وطالبات کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت سے آگاہ کرنا اس لئے ضروری ہے کہ قادیانیت ان طلبا کو ہمیشہ مختلف قسم کے لالچ دے کر گمراہ کرنے کی کوشش کرتی ہے اور آج اس کی بھی ضرورت ہے کہ ہم اپنے اکابرین کے تذکرہ کو پڑھیں اور بچوں کو سنائیں، ہماری نئی نسل کو معلوم ہو کہ امیر شریعت کون تھے، آغا شورش کاشمیری کس شخصیت کا نام تھا، ان حضرات کی کتابیں ہمارے گھروں میں موجود ہوں۔ سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد اکرم طوفانی مدظلہ نے کہا کہ موجودہ حکومت ہوش کے ناخن لے، قادیانی ہمدردی اور قادیانیت نوازی ہمیں دنیا وآخرت میں رسوا کرے گی، سیمینار کا اختتام جماعت کے سرپرست پیر طریقت حضرت حافظ عبدالقیوم نعمانی مدظلہ کی دعا پر ہوا۔

ختم نبوت کورسز، جمشید ٹاؤن کے زیر اہتمام ۳ مقامات پر تحفظ ختم نبوت کورس کا اہتمام کیا گیا۔ جامع مسجد رحمانی حنفی جہانگیر روڈ بعد نماز عشاء، دوسرا جامع مسجد اشرفیہ محمود آباد، تیسرا جامع مسجد امیر حمزہ بعد نماز مغرب منعقد کیا گیا۔ ان کورسز میں اسباق پڑھانے والے حضرات میں مجاہد ختم نبوت مولانا محمد اکرم طوفانی مدظلہ، خطیب ختم نبوت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ، مولانا عبدالحئی مطمئن مدظلہ، مولانا محمد عادل غنی مدظلہ شامل تھے۔ کورس کے آخر میں شرکاء کو لٹریچر کا پیکٹ، اعزازی اسناد دی گئیں۔ کورس میں پانچ سو کے قریب افراد نے شرکت کی۔

موجودہ صورت حال، فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی اور جماعتی رکنیت سازی کے لئے مختلف مساجد میں بیانات ہوئے۔ مدینہ مسجد اختر کالونی میں مولانا محمد اکرم طوفانی نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہم ہر قیمت پر قانون ختم نبوت کی حفاظت کریں گے۔ حکومت ختم نبوت کے قانون کو بچوں کا کھیل نہ سمجھے۔ فردوس مسجد محمود آباد میں مولانا عبدالحئی مطمئن نے خطاب کیا۔

مریم مسجد منظور کالونی میں مولانا محمد اکرم طوفانی مدظلہ نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر بیان فرمایا۔ بلال مسجد پولیس اسٹیشن میں مولانا کلیم اللہ نعمان نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا دین اگر محفوظ ہے تو یہ بھی صدقہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا، اگر عقیدۂ ختم نبوت محفوظ نہ رہا تو پھر سارا دین غیر محفوظ ہو جائے گا۔

گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی دہلی مرکنٹائل سوسائٹی اور بلوچ کالونی کے جماعتی احباب نے اسکول کے طلبا کے لئے ختم نبوت کوئز پروگرام منعقد کیا۔ بچوں کو تیاری کے لئے جماعت کا رسالہ شعور ختم نبوت دیا گیا۔ صحیح سوالات کے جوابات دینے والے بچوں میں قیمتی انعامات تقسیم کیے گئے۔ کوئز پروگرام کو کامیاب کرنے کے لئے بھائی ندیم نواب، بھائی محمد یوسف، محمد طارق، حمزہ، نعیم بھائی اور دیگر احباب نے خوب محنت کی۔

ان تمام پروگرامز کی تیاری وکامیابی کے لئے مفتی محمد بلال نقشبندی، مفتی محمد رضوان، مولانا حشمت اللہ خان، مولانا محمد عمر بٹ، مولانا عبدالرحمن حنفی، مولانا محمد وقاص، مولانا نعمت اللہ، مولانا محمد طیب عثمانی سمیت جن جن ساتھیوں نے کوشش کی، اللہ تعالیٰ تمام احباب کی محنت کو قبول فرمائیں۔ آمین۔ ☆☆

حلقہ ملیر کی جماعتی سرگرمیاں

ملیر.....(مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ ضلع ملیر کراچی کا اجلاس ۱۱؍جولائی بروز جمعرات جامع مسجد اقصیٰ شاہ لطیف ٹاؤن میں مولانا قاضی احسان احمد کی زیر صدارت منعقد کیا گیا، جس میں بن قاسم ٹاؤن، ملیر ٹاؤن، لانڈھی ٹاؤن کے رفقاء کرام نے شرکت کی۔

اس موقع پر چھ نکاتی ایجنڈا پیش کیا گیا: (۱) تمام اضلاع میں تحفظ ختم نبوت سیمینار کا انعقاد، (۲) عمومی رکنیت سازی، (۳) تین روزہ کورسز کا اہتمام ہر ٹاؤن کی سطح پر، (۴) ماہ ستمبر میں شعور ختم نبوت مہم، (۵) ۷؍ستمبر کے حوالہ سے ہفت روزہ ختم نبوت کی خصوصی اشاعت کی ترغیب، (۶) ضلعی سطح پر کانفرنس کا انعقاد۔

الحمدللہ! اس ایجنڈے کو سامنے رکھتے ہوئے عمومی رکنیت سازی کا بھی اہتمام کیا گیا۔ بن قاسم ٹاؤن میں ساتھیوں کی مشاورت سے شاہ ٹاؤن واحد غنی مسجد میں تین روزہ تحفظ ختم نبوت کورس کا اہتمام کیا گیا، جس کی تیاری کے لئے مختلف مساجد کے ائمہ کرام کا اجلاس واحد غنی مسجد میں منعقد ہوا، جس میں علاقہ بھر کے علماء کرام مولانا عزیز اللہ، قاری برہان، مولانا افضل شاہ، مولانا سلیم، مولانا ادریس اور مفتی عمران نے شرکت کی اور کورس کی بھرپور کامیابی کے لئے اہم مشوروں سے نوازا۔

کورس کے حوالے سے مختلف مساجد میں بیانات اور اعلانات کئے گئے۔ راقم الحروف نے پہلا بیان بیت المکرم مسجد میں بعد عصر، دوسرا بیان بعد مغرب مریم مسجد اور تیسرا بیان بعد نماز عشاء نورالاسلام مسجد کیا۔ اسی طرح بعد عصر مدینہ مسجد میں اور عمر بن حصین مسجد میں راقم کے ترغیبی بیانات ہوئے۔ علاقہ کے اسکولز میں بھی کورسز کے حوالے سے تحفظ ختم نبوت پر بات کرنے کا مشورہ ہوا تو گلشن حدید اور شاہ لطیف ٹاؤن کے علاقے میں مولانا عدنان شیخ، مولانا عبدالباسط جتوئی اور بھائی عباد کی معیت میں بیانات کا موقع ملا۔

۲۲؍جولائی برائٹ اسکالر کوچنگ سینٹر میں فاروق گل کے ہاں راقم نے گیارہویں کلاس کے طلبا میں ۴۰ منٹ تک عقیدۂ ختم نبوت پر لیکچر دیا۔ اسی کوچنگ سینٹر میں بارہویں کلاس کے طلبا کو اساتذہ کرام کی موجودگی میں ۴۵ منٹ لیکچر دیا۔ الخیر اقرأ اسلامک اسکول میں کلاس ۵ سے لے کر میٹرک تک کے طلبا میں بیان ہوا۔

۲۳؍جولائی کو مولانا عبدالباسط نے ری کمپلیکس کالج میں سر عمیر شاہد کی معیت میں گیارہویں اور بارہویں کے طلبا میں ختم نبوت پر بہت عمدہ لیکچر دیا۔ وی ٹی ایف اسکول میں عباد اور سر عبداللہ کی معیت میں اسمبلی کے دوران ختم نبوت پر بات کا موقع ملا۔ الخیر اسلامک برانچ ۲ میں بھی بیان کا موقع ملا۔ رائل عسکری اسکول اور سر عارف خان کے اسکول پرائم عسکری میں بھی بھائی عباد کے توسط سے بات کا موقع ملا۔

۲۶؍جولائی بروز جمعہ کو واحد غنی مسجد میں تین روزہ تحفظ ختم نبوت کورس کا آغاز ہوا۔ راقم الحروف نے ایک گھنٹہ عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور محبت رسول پر بیان کیا۔

۲۷؍جولائی بروز ہفتہ مولانا عبدالحی مطمئن نے حیات مسیح اور ظہور مہدی علیہ الرضوان اور دجال پر تفصیلی بیان کیا۔

۲۸؍جولائی بروز اتوار کورس کے آخری دن ضلع وسطی کے ذمہ دار مولانا محمد رضوان نے تحریک ختم نبوت اور قادیانیوں کی شرعی اور آئینی حیثیت کو واشگاف الفاظ میں بیان کیا۔ کورس کے اختتام پر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا اقبال اللہ صاحب کے اختتامی کلمات اور دعا پر کورس کا اختتام ہوا، تمام شرکاء میں لٹریچر تقسیم کیا گیا اور حمزہ اسلامک اسکول کے مدیر مولانا محمد اسداللہ نے تمام مہمانوں کا پُرتکلف کھانے سے اکرام کیا اللہ پاک مولانا عزیز اللہ، امام واحد غنی مسجد اور تمام جماعتی رفقاء کی کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین۔

حلقہ لانڈھی ٹاؤن کے زیر اہتمام حافظ عبدالوہاب پشاوری نے ۲۷؍جولائی بروز ہفتہ دس بجے شاہد آفریدی فاؤنڈیشن اسکول میں بیان کیا۔ ۲۸؍جولائی بروز اتوار بعد نماز مغرب زمزمہ ریسٹورنٹ لانڈھی نمبر ۲ خرم آباد میں ترجیحی نشست کا اہتمام کیا گیا۔ ۲؍اگست بروز جمعہ صبح دس بجے ہلال پبلک اسکول ارکان آباد نزد ابراہیم حیدری کراچی میں بیان ہوا۔

☆☆..........☆☆

اسلامی کیلنڈر

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

اسلامی کیلنڈر ’’ہجری کیلنڈر‘‘ کہلاتا ہے، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ ہجرت کی طرف اس کی نسبت ہے، عربی زبان میں ’’ہجر‘‘ کے معنی چھوڑنے کے ہیں، اسی سے ہجرت کا لفظ ماخوذ ہے، ہجرت ایک اسلامی اصطلاح ہے، ایمان کی حفاظت یا دین کی اشاعت کی غرض سے ترکِ وطن کرنے کو ’’ہجرت‘‘ کہتے ہیں ’’تارکین وطن‘‘ آج کل ایک بین الاقوامی اصطلاح ہے، ہر ملک میں تارکین وطن موجود ہیں، ترقی یافتہ ممالک میں ان کی تعداد نسبتاً زیادہ ہے، یہ وہ تارکین وطن ہیں، جنہوں نے معاشی اور سیاسی مقاصد کے تحت اپنا وطن چھوڑا ہے، ان کو مہاجرین کہنا ’’ہجرت‘‘ کے مقدس لفظ کے ساتھ ناانصافی ہے۔

ہجرت در اصل پیغمبروں کی سنت ہے، شاید ہی کوئی پیغمبر ہو جس کو ہجرت نہ کرنی پڑی ہو، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت لوط علیہم السلام وغیرہ کی ہجرت کے واقعات تو خود قرآن مجید میں مذکور ہیں؛ لیکن تاریخ میں ہجرت کے نام سے جو شہرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کو ہوا، کسی اور پیغمبر کی ہجرت کو وہ شہرت حاصل نہیں ہوئی۔

ہجرت کا یہ واقعہ ایک طرف مسلمانوں کی قربانی اور دین کی حفاظت و اشاعت کے لئے پیغمبر اسلام اور ان کے رفقاء عالی مقام کے ایثار وفدا کاری کی یادگار ہے اور دوسری طرف آئندہ اسلام کو جو فتوحات اور کامیابیاں حاصل ہوئیں، ان کا مقدمہ، یہ محض مکہ سے مدینہ کی طرف سفر نہیں تھا؛ بلکہ مغلوبیت سے غلبہ وظہور کی طرف اور مقہوریت سے طاقت وشوکت کی طرف سفر تھا، بظاہر مسلمانوں پر زمین تنگ ہو رہی تھی؛ لیکن خدا نے اسی تنگی میں آفاق کی وسعت کو سمو رکھا تھا، یہ واقعہ نا اُمیدیوں میں اُمید کی کرن سے روشناس کرتا ہے اور حوصلہ شکن حالات میں اُمید وحوصلہ کا چراغ جلاتا ہے اور اس بات کو بھی یاد دلاتا ہے کہ کیسی کیسی قربانیوں اور جاںنثاریوں سے خدا کے اس دین کو سر بلند کیا گیا ہے اور کس قدر خون ولہو کے ذریعہ حق وصداقت کے اس شجرۂ طوبیٰ کی آب یاری فرمائی گئی ہے؟!

حضرت عمرؓ کے سامنے بحیثیت خلیفہ ایک فائل آئی، جس میں تاریخ درج تھی، سال درج نہ تھا، آپؓ کو خیال ہوا کہ مسلمانوں کا اپنا کیلنڈر ہونا چاہیے، آپؓ نے مجلس شوریٰ میں یہ تجویز رکھی اور غالباً حضرت علیؓ کی رائے پر فیصلہ ہوا کہ اسلامی کیلنڈر واقعہ ہجرت پر مبنی ہونا چاہیے؛ چناں چہ مہینوں کی ترتیب وہی قائم رہی جو اسلام سے پہلے عربوں میں مروّج تھی، محرم سے آغاز اور ذوالحجہ پر اختتام اور سال کا آغاز واقعہ ہجرت کے سال سے مانا گیا، اس طرح ۱۴۴۰ھ کا مطلب یہ ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ ہجرت کو اتنے سال گزر چکے۔

کیلنڈر بھی کسی قوم کی اپنی شناخت ہوتی ہے، اس سے قوم وملت کی تاریخ وابستہ ہوتی ہے، ہجری کیلنڈر پر غور کر جایئے، اس میں اکثر مہینوں کے نام وہ ہیں جو اسلامی عبادات اور مسلمانوں کی مذہبی روایات کی نشان دہی کرتے ہیں اور نام ہی سے ان مہینوں سے متعلق عبادات اور واقعات کی طرف ذہن منتقل ہوتا ہے، دوسری قوموں کے جو کیلنڈر مروّج ہیں، وہ بھی ان کے مذہبی افکار وروایات کا مظہر ہیں، یہی حال مہینوں اور ہفتوں کے نام کا ہے، مثلاً: Sunday اور Monday کے الفاظ ہی پر غور کیجیے، ان کے معنی ہیں سورج کے دن اور چاند کے دن؛ چوں کہ اہلِ یونان کے یہاں ایک دن سورج کی پرستش کے لئے مقرر تھا اور ایک دن چاند کی پرستش کے لئے، اسی لئے مختلف دیوتاؤں کے نام سے دنوں کے نام ہوا کرتے تھے، کچھ اسی طرح کا معنی مہینوں کے نام کے پیچھے بھی کار فرما ہے، اسی لئے حضرت عمرؓ نے ان کیلنڈروں کو قبول نہیں فرمایا، جو اُس زمانہ میں مروّج تھے۔

پس اسلامی کیلنڈر مسلمانوں کی اپنی ایک پہچان ہے، اس لئے ہمارا فرض ہے کہ اس کیلنڈر کو رواج دیں اور آنے والی نسلوں کو اس کے پس منظر اور اس کی دینی وملی حیثیت سے واقف کرائیں، علماء نے لکھا ہے کہ ہجری کیلنڈر کے چلن کو باقی رکھنا اور اس کی ترویج کی سعی کرنا فرضِ کفایہ یعنی اُمت کا اجتماعی فریضہ ہے، یہ کیلنڈر ہمیں ہمارا تشخص یاد دلاتا ہے اور ہجرت کے عبرت آمیز اور موعظت انگیز واقعہ کی طرف ہمیں متوجہ کرتا ہے۔

☆☆..................☆☆

تاجدارِ ختمِ نبوت زندہ باد

اسلام زندہ باد

فرما گئے یہ ہادی لا نبی بعدی

ختمِ نبوۃ کانفرنس

ان شاء اللہ

عظیم الشان فقید المثال

بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے

21 ستمبر 2019

بروز ہفتہ

بعد نماز مغرب

بمقام

کرکٹ گراؤنڈ وحدت روڈ لاہور

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب

حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی صاحب

صاحبزادہ حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد صاحب مدظلہ

ملک کے جید علماء، مشائخ عظام اور مذہبی و سیاسی جماعتوں کے قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے

شمع ختم نبوت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے

0423-5441166
0300-4304277
0300-4981840

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور